(اصلاحِ معاشرہ پر ایک رسالہ)

جہیز جوڑے کی رسم

تالیف

کے۔ رفیق احمد حفظہ اللہ

نظر ثانی وتھذیب

شیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

تقدیم

شیخ عبد العلیم عبد الرحیم حفظہ اللہ

1-چارمینار بک سنٹر چارمینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔۰۵۱ ۵۶۰	1-Charminar Book Center Charminar Road,Shivaji Nagar, BANGALORE-560 051
2-دار التوعية اسلامی سی۔ڈیز، کیسیٹس اور بک ہاؤس۔ نمبر:۷، فرسٹ کراس، چارمینار مسجد روڈ فون:۰۸۰۔۲۵۵۴۹۸۰۴ شیواجی نگر، بنگلور۔۵۶۰۰۵۱	2.Darul Taueyah Islamic Cassettes,Cds & Books House, Door# 7,Ist Cross Charminar Masjid Road SivajiNagar Bangalore-560 051 Tel:080-25549804

Emailto: tawheed_pbs@hotmail.co

فہرستِ مضامین

- تصدیر و تہذیب از ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ — 3
- عرض ناشر طبع اوّل از مولانا عبدالعلیم فانی حفظہ اللہ — 7
- مقدمہ طبع دوم از مولانا عبدالعلیم فانی حفظہ اللہ — 11
- شادی میں دلہن کو جہیز دینے کی شرعی حیثیت — 11
- پیش لفظِ مؤلف — 14
- جہیز جوڑے کی رسم — 17
- جہیز...... "حج وزکوۃ سے روگردانی کا باعث" — 25
- اس رواج کے برے اثرات — 28
- مہر کی حقیقت اور اس کی شرعی حیثیت — 30
- چند اہم نکات — 41
- مسئلہ کا حل اور اس مذموم رسم سے نجات کی راہ — 43
- نماز کا مسئلہ — 45
- قارئینِ کرام سے گزارش — 60
- اسلامی بہنوں سے اپیل — 62
- نوجوانوں اور والدین کی خدمت میں! — 63

تصدیر

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ ،وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَاهَادِيَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّاۤاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

أَمَّا بَعْدُ:

قارئین کرام ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

اسلام جہاں دینِ کامل ومکمل ہے وہیں ابدی ودائمی اور عالمگیر بھی ہے اور اس کی تعلیمات میں چھوٹے سے چھوٹے انتہائی ذاتی قسم کے امور ومعاملات کے بارے میں بھی تعلیمات موجود ہیں اور بڑے سے بڑے مسائل حتّٰی کہ حکمرانی کے گُر بھی سکھلائے گئے ہیں۔خوشی کی تقریبات ہوں یا غمی کے مواقع ہر طرح کے حالات کے بارے میں واضح ہدایات موجود ہیں۔جہاں تک شادی بیاہ کا مسئلہ ہے تو اسکے بارے میں نبی ﷺ کی قولی وعملی تعلیمات کتبِ حدیث میں مذکور ہیں جن میں انتہائی سادگی نظر آتی ہے حتّٰی کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((خَيْرُ النِّكَاحِ اَيْسَرُهٗ)) [1]

''بہترین نکاح وہ ہے جو زیادہ آسان وکم خرچ ہو''۔

ایسے ہی ایک حدیث میں ہے:

((اِنَّ مِنْ يُمْنِ الْمَرْأَةِ تَيْسِيْرُ خِطْبَتِهَا وَتَيْسِيْرُ صُدَاقِهَا وَتَيْسِيْرُ رِحْمِهَا)) [2]

---

[1] ابوداؤد،صحیح ابن ماجہ—صحیح الجامع الصغیر: ۳۳۰۰

[2] مسند احمد،ابن حبان،بیہقی،مستدرک حاکم—ارواء الغلیل ۶/ ۳۵۰

// جہیز جوڑے کی رسم //

''عورت کی برکت یہ ہے کہ وہ منگنی و پیغامِ نکاح اور حقِ مہر میں کم خرچ اور زیادہ بچوں کو جنم دینے والی ہو''۔

جبکہ سنن کبریٰ نسائی وبیہقی، مستدرک حاکم اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ایک معروف روایت ان لفظوں میں ہے:

((اَعْظَمُ النِّسَآءِ بَرَکَةً اَیْسَرُھُنَّ مَئُوْنَةً)) [1]

لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

غرض کم خرچ شادی ہی زیادہ بابرکت ثابت ہوتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ عورت اللہ تعالیٰ کا حسین تخلیقی شاہکار، انسان کیلئے قدرت کا بیش بہا عطیہ اور انس وفاء کا پیکر ہے اور جس زن کا وجود اس کائنات کی تصویر میں رنگینیاں لاتا ہے انسان نے اسے ہی اپنے ظلم وستم کیلئے تختۂ مشق بنائے رکھا ہے۔ ایامِ جاہلیت میں جسے یہ اطلاع ملتی کہ اسکے یہاں بچی پیدا ہوگئی ہے اسکا منہ ہی کالا پڑ جاتا تھا اور وہ اس سوچ میں ڈوب جاتا کہ وہ اس بیٹی کو قبول کرلے یا مٹی میں دبادے۔(سورۃ النحل:۵۸،۵۹)۔عرب لوگ اپنی بچیوں کو زندہ درگور کردیا کرتے تھے جیسا کہ سورۃ التکویر کی آیت ۸،۹ اور اسکی تفسیر میں تفصیل مذکور ہے۔

آج زمانہ ترقی کرگیا ہے اب لوگ بچی کو اس جہانِ زنگ وبو میں قدم ہی نہیں رکھنے دیتے۔ جیسے ہی حمل کا ظہور ہوا میڈیکل چیک اپ کروانے پر یقین ہوگیا کہ بچی ہے فوراً اسقاطِ حمل کروالیتے ہیں اور جوان ستمگروں سے بچ جاتی ہیں ان میں سے کچھ جہیز نہ دے سکنے والے غریب والدین کے گھروں میں ہی مرجھا جاتی ہیں۔ برصغیر خصوصاً ہندوستان میں تو ایسے واقعات کی خبر عام ہے حتّٰی کہ دہلی سے شائع ہونے والے پندرہ روزہ جریدہ ''ترجمان'' میں انڈین وزیر خزانہ (پی چندیا سوان) کے ایک بیان کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ:

''جہیز کے جھگڑوں کی وجہ سے 1986ء میں نوسوننانوے (999) عورتوں نے اپنی جان

[1] للتفصیل: الارواء للعلّامة الالبانی ۶/۳۴۸-۳۵۰، حدیث: ۱۹۲۸

دے دی تھی جبکہ 1987ء میں تیرہ سوانیس (1319) عورتوں کی موت واقع ہوئی اور 1988ء میں یہ تعداد بڑھ کرسترہ سوستاسی (1787) کو پہنچ گئی''۔ [1]

مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ کر اسلام کی روشن تعلیمات کو پسِ پشت ڈالا اور یہود وہنود اور نصاریٰ کے رسم ورواج اپنائے تو ذلت وخواری سے دوچار ہوئے۔ ے

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہوکر
تم رسوا ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

جسے اللہ نے اپنی نشانی قرار دیا اور ذریعۂ تسکین بنایا (الروم:۲۱) آج ہندوانہ رسم کی غلامی میں آکر مسلمان اسے آگ میں جھونک رہا ہے۔ دختر کشی پر مجبور کرنے والا یہ جہیز وجوڑا بیٹیوں کو حصّۂ وراثت سے محروم کرنے کیلئے ہندوؤں بطورِ چال اختیار کیا گیا تھا کہ شادی پر اسے کچھ دے دلا کر اسکا منہ بند کر دیا جائے تاکہ وراثت سے اپنا حصّہ نہ مانگ سکے۔ نیک عورتوں کو نبیٔ اکرم ﷺ نے دنیا کی سب سے قیمتی دولت قرار دیا ہے۔ [2] لیکن انسانوں نے اسے اپنے طمع ولالچ کی بھینٹ چڑھا دیا ہے۔ یہ مسئلہ صرف مسلمانوں کا ہی نہیں بلکہ ہندو مسلم سکھ عیسائی سب کا مسئلہ ہے اور اسے حل کرنے اور رسمِ جہیز کو مٹانے کیلئے ضروری ہے سب لوگ مل کر راست اقدام کریں جسکے لیئے چند تجاویز یہ ہیں:

① قانونِ وراثت کو نافذ کیا جائے، عورت ماں ہے یا بہن، بیٹی ہے یا بیوی، ہر کسی کو اسکا جائز شرعی حق دیا جائے جسکی تفصیل قرآن، سورۃ النسآء آیت:۱۱،۱۲ اور اسی سورت کی آخری آیت ۱۷۶ کے علاوہ کتبِ حدیث میں آگئی ہے۔ لیکن لوگ ان قوانینِ وراثت سے کسی نہ کسی طرح پہلوتہی کرتے ہیں۔ کسی کو حد سے زیادہ نواز دیتے ہیں اور کسی کی حق تلفی کر دیتے ہیں اور بہنوں بیٹیوں کی حق تلفی تو ایک دستورِ زمانہ بن چکی ہے جسکے نتیجہ میں انہیں کن کن آلام ومصائب سے دوچار ہونا پڑتا ہے حتّٰی کہ دختر کشی اور دلہن سوزی بھی انہیں نتائج میں سے ایک ہے۔

---

[1] پندرہ روزہ جریدہ ترجمان، دہلی جلد ۲۷ شمارہ ۶ بابت صفر وربیع الاوّل ۱۴۲۸ھ، مارچ ۲۰۰۷ء۔
[2] مختصر صحیح مسلم: ۷۹۷، نسائی، مسند احمد- صحیح الجامع: ۳۴۱۳۔

② مفتیانِ شریعت جہیز کی شرعی حیثیت کے بارے میں فتاویٰ جاری کریں جنہیں تمام موجودہ ذرائع ابلاغ (Media) کے ذریعے عوام تک پہنچایا جائے۔

③ اہلِ دانش (Scholars) اور مصلحین (Reformers) کو اپنی تحریر و تقریر میں جہیز کے نقصانات کو اپنا موضوع بنانا چاہیئے۔

④ ذرائع ابلاغ (Media) سے متعلقہ لوگ اپنا رول ادا کریں اور جہیز کی قانونی و شرعی حیثیت لوگوں کو بتائیں بلکہ اسکے خلاف لوگوں کی ذہن سازی اور رائے عامہ کو ہموار کریں۔

⑤ اس کام میں سکولز کالجز اور دیگر تعلیمی اداروں کے ماہرینِ تعلیم تعلیمی نصاب میں مناسب مواد شامل کر کے بڑا حصّہ ڈال سکتے ہیں اور اساتذہ اپنے طلباء و طالبات کو اسی نہج پر تیار کریں تو یہ مرحلہ بہت آسان ہوسکتا ہے۔

⑥ دینی تعلیمات کے ساتھ ساتھ ملکی و قومی سطح پر جہیز کے مطالبے کو قانونی طور پر جرم قرار دیا جائے اور اسے فروغ دینے یا جہیز لینے اور دینے والوں کو مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے اور ان پر سزا نافذ کی جائے۔ کچھ لوگوں پر سزا نافذ کردی گئی تو وہ دوسروں کیلئے باعثِ عبرت ہوجائے گی اور ڈنڈے کے سامنے تو بگڑے مزاج شہزادوں کی جبینیں بھی جھک جایا کرتی ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ یَزَعُ بِالسُّلْطَانِ، مَایَزَعُ بِالْقُرْآنِ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

الخبر ۔ المحکمۃ الکبریٰ — ابو سلمان محمد منیر قمر نواب الدین

۱۴۲۸/۶/۲۷ھ — ترجمان سپریم کورٹ الخبر وداعیہ متعاون بمراکز الدعوۃ

۲۰۰۷/۶/۱۲ء — والارشاد بالدمام والظہران والخبر (سعودی عرب)

عرضِ ناشر طبع اوّل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْاَمِيْنِ

اَمَّا بَعْدُ:

ہر قسم کی تعریف صرف اللہ ہی کیلئے ہے جو تمام عالموں کا ربّ ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے۔ اور اسی کے سامنے حاضر ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں محمد ﷺ پر، آپ ﷺ کے گھر والوں پر، دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعینِ عظام رحمۃ اللہ علیہم پر اور قیامت تک آنے والے نیکو کار لوگوں پر بھی الحمد للہ میں نے مبلغِ اسلام اور انسانیت کیلئے دردمند دل رکھنے والے بھائی محترم کے۔ رفیق احمد صاحب کی کتاب ''جہیز جوڑے کی رقم'' کا مطالعہ کیا۔ موصوف نے دورِ حاضر کے پُرفتن شر، جس کی وجہ سے آج معاشرہ میں بے حیائی و بدکاری جڑ پکڑتی جا رہی ہے، کے خلاف نہ صرف قلم اُٹھایا ہے بلکہ اس خطرناک بیماری کے خلاف تحریک شروع کی ہے۔ اللہ جزائے خیر دے، آمین۔

قارئینِ کرام! ''جہیز اور جوڑے کی رقم'' کا لینا دینا نہ صرف سماج کیلئے بلکہ پوری انسانیت کیلئے خطرناک بیماری ہے۔ آج پورا معاشرہ اس مہلک بیماری میں جکڑا ہوا ہے۔ ہر ایک خاندان اس کی ہلاکت و بربادی کا علمی تجربہ کر چکا ہے۔ یاد رکھیں کہ جہیز حرص و طمع ولالچ اور خود غرضی جیسی بیماریاں پیدا کرتا ہے۔ جہیز جبر و زیادتی، ظلم و ستم، خون خرابہ، جلنا جلانا اور خون چوسنا سکھاتا ہے۔ جہیز دین بیزاری اور دینی بے حسی پیدا کرتا ہے۔

خوب جان لیں کہ حرص ولالچ کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ یہ ایسی پیاس ہے جو کبھی نہیں بجھتی جب کچھ ملتا نظر نہیں آتا تو سسرالی ''فقیر'' بے چاری عورت ذات پر ظلم و زیادتی شروع

کر دیتا ہے اور نئی نویلی دلہن کواذیت دینے (ٹارچر کرنے) لگتا ہے اور اس کمزور، ضعیف الدین، ضعیف الجسم اور ضعیف العقل کو ذہنی، جسمانی اور نفسیاتی تکالیف پہنچاتا رہتا ہے جس کی وجہ سے لڑکی والوں کا پورا خاندان ہی پریشان (ڈسٹرب) رہتا ہے۔ نتیجہ طلاق، خلع، علیحدگی، لڑائی جھگڑا اور غیر مسلموں کے سامنے شکوہ شکایتوں کے انبار لگادیتے ہیں، جس کا ثبوت ملک کی عدالتوں میں زیر بحث جہیز کے لاتعداد مقدمات ہیں۔ جس کی وجہ سے بعض کمزور ایمان عورتیں خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں اور بعضوں کو خود ان کے شوہر اور سسرال والے آگ لگا کر جلا دیتے ہیں۔ اللہ کی پناہ۔

افسوس اور شرم کا مقام کہ ایامِ جاہلیت میں عرب کے لوگ بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور آج نام نہاد مسلمان شادی شدہ لڑکیوں کو اور معصوم بچوں کی ماؤں کو جہیز کیلئے زندہ جلا دیتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا.

لہٰذا اللہ کے بندو اور اللہ کی بندیو! میرے مسلمان بھائیو اور بہنو! حدیثِ رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے نکاح کو آسان اور سستا بناؤ، غیر شرعی اور بے جا اخراجات اور مشرکانہ رسومات سے بچتے ہوئے شرعی شادی کرو۔ اللہ تعالیٰ خیر و برکت دیگا۔

جوڑے، موٹر گاڑی کی مانگ کر کے اپنے آپ کو فقیروں بھکاریوں میں شامل نہ کرو۔ بلکہ صحیح عقیدہ و عمل اور دیندار گھرانے کی باخلاق لڑکی تلاش کرو اور اپنی استطاعت کے مطابق نقد مہر ادا کر کے نکاح کرو۔

نیک عورت ہی سب سے بڑی دولت اور راحت و سکون کا سامان ہے۔ الغرض جہیز کا لینا اور دینا گناہ ہے اور قانونِ الٰہی کے سراسر خلاف ہے جس کے بدسے بدترین نتائج دنیا میں دیکھنے میں آرہے ہیں اور آخرت میں بھی تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

جہیز کے خلاف بولنا اور لکھنا ایک مستحسن کام ہے آئمہ و خطباء اس کو موضوع بنا کر

خطابت کے ذریعے اپنا فرض ادا کررہے ہیں۔قلم کار حضرات اس کے بھیانک نتائج کو صفحۂ قرطاس پر لاتے رہتے ہیں۔اپنے یہاں سماجی کارکنان بھی کبھی کبھار اس کے خلاف احتجاجی مظاہرے کرتے رہتے ہیں اور کبھی کبھی سیاستدان بھی اپنی کرسی کی خاطر اس زہریلی رسم کو ختم کرنے کیلئے آواز اُٹھاتے نظر آتے ہیں جو خوش آئند ہے۔مگر افسوس اور شرم سے ہمارا سر اس وقت جھک جاتا ہے جب جہیز کے خلاف زبان اور قلم چلانے والے،مظاہرے اور مشورے دینے والے خود اپنی یا پھر اپنے بیٹے بیٹیوں کی شادی بیاہ کے موقع پر اس کی ساری قباحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اسکے عدمِ جواز کو نسیاً منسیا کر دیتے ہیں۔قرآنِ مجید کے الفاظ میں کہ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتاً عِندَ اللّٰهِ أَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾(الصّف:۲،۳)''اے ایمان والو!ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے ،یہ چیز اللہ کے یہاں بڑی سخت ہے۔یہ اللہ کو سخت ناپسند ہے۔''

ذرا غور کریں۔زمین میں برپا فتنہ وفساد کو ختم کرنے والے ہی اگر زمین پر فساد پھیلانے لگیں تو پھر اصلاح کون کریگا؟

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جہیز جوڑے کے خلاف بہت کچھ کہا اور لکھا جاتا ہے لیکن اسلام کے ایک بہت ہی اہم پہلو''قانونِ میراث'' کے حکم پر عمل کرنے پر زور نہیں دیا جاتا۔اس موضوع پر نہ گفتگو ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی کتاب لکھی جاتی ہے۔حالانکہ قرآن وحدیث میں واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ ورثہ میں صرف لڑکوں ہی کا حق نہیں بلکہ لڑکیاں بھی اس کی حقدار ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لِّلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيْباً مَّفْرُوْضاً﴾ (سورۂ نسآء:۷)

// جہیز جوڑے کی رسم //

’’والدین اور رشتہ داروں کے ترکہ میں مرد اور عورت دونوں کا حصہ ہے خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ اس میں ہر ایک کا حصہ مقرر ہے‘‘

جہاں تک حدیثِ رسول ﷺ کا تعلق ہے کسی بھی صورت میں لڑکیوں کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ ہم جہاں جہیز جوڑے کے خلاف ہیں وہیں پر لڑکیوں کی میراث کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا جائے اور اُنہیں اُن کا حق دلایا جائے اور جب لوگ شریعتِ اسلامیہ کے قانون پر عمل کرنے لگیں گے تو جہیز کی لعنت خود بخود ختم ہو جائے گی۔ان شآءاللہ۔ لہٰذا اس کتاب کے مؤلف کو ہمارا پُر خلوص مشورہ ہے کہ آئندہ میراث اور لڑکی والوں کے بے جا ڈیمانڈز کے عنوان پر بھی قلم اُٹھائیں تاکہ توازن قائم رہے۔اللہ نیک عمل کی توفیق دے۔ ؎

خدا سے مانگ جو کچھ مانگنا ہے تجھے اے بندے!
یہی وہ در ہے جہاں آبرو نہیں جاتی

(شیخ) عبدالعلیم عبدالرحیم فانی
سابق مبلغ ومترجم
اسلامک دعوۃ سنٹر الخبر ،الدمام، الجبیل
(سعودی عرب)
وخادم مرکز طوبیٰ الاسلامی۔وارنگل
اندھرا پردیش (الہند)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْاَمِيْنِ اَمَّا بَعْدُ:

شادی میں دلہن کو جہیز دینے کی شرعی حیثیت

جہیز لغوی طور پر "جَهَزَ" سے مشتق ہے۔ جسکا معنیٰ ہے سامان تیار کرنا۔ قرآنِ کریم میں اسطرح بیان ہوا ہے:

﴿وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ﴾ (سورۂ یوسف: ۵۹)

''اور جب اُس نے ان کا سامان تیار کیا''۔

اصلاحی طور پر جہیز سے مراد وہ سامان ہے جو دُلہن کے گھر والے شادی کے موقع پر دُلہن کے ساتھ دولہا کے گھر روانہ کرتے ہیں۔

اس کے تعلق سے شریعت کا حکم یہ ہے کہ جہیز کو نکاح کے لیئے ضروری اور لازم سمجھنا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ شریعتِ اسلامیہ میں ایسی کوئی دلیل موجود نہیں ہے کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ لڑکی کو جہیز نہ دیا گیا تو نکاح ہی نہ ہوگا بلکہ جہیز کی وہ بُری رسم جو ہمارے معاشرے میں رائج ہے۔ لڑکے والے لڑکی والوں سے مطالبہ کرتے ہیں یا خود لڑکی والے لڑکی کیلیئے جہیز تیار کرکے اپنی حیثیت سے بھی زیادہ دینے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ معاشرہ میں انکی ناک کٹنے سے بچ جائے۔ خواہ اس کے لیئے انہیں دوسروں سے قرض ہی کیوں نہ لینا پڑے۔

حالانکہ تاریخ وسیرت کا مطالبہ کیا جائے تو اس کا وجود نہ تو عہدِ رسالت ﷺ میں ملتا ہے اور نہ ہی عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں۔ حقیقت میں یہ خالصتاً ہندوانہ رسم ہے جسمیں لڑکی کو شادی کے موقع پر جہیز دے کر اس کے حقِ واراثت سے محروم کردیا جاتا ہے اور ہندوؤں کی دیکھا دیکی

// جہیز جوڑے کی رسم //

مسلمانوں نے بھی اسے اپنا کر شادی (نکاح) کا ایک حصہ بنادیا ہے۔ حالانکہ یہ فعل اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے اور اس پر عمل کرنا گناہ ہے۔ یاد رکھیں کہ جہیز کا مطالبہ کرنا یا پھر یہ سمجھنا کہ جہیز دینا ضروری ہے، یہ اس لیئے بھی درست نہیں ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نے شادی بیاہ کے تمام تر اخراجات اور اسکے بعد بیوی بچوں کی تمام تر ذمہ داری، ان کی تمام ضروریات اور ان کے مکمل اخراجات کا بوجھ صرف مرد پر ڈالا ہے نہ کہ عورت پر۔ جیسا کہ خود اللہ پاک کا ارشاد قرآنِ مجید میں اسطرح آیا ہے:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوْا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ﴾ (سورۂ نساء: ۳۴)

"مرد عورتوں پر حاکم ہے اس وجہ سے کہ اللہ پاک نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے"۔

جو حضرات جہیز کو جائز قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز دیا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے چنانچہ ابن ماجہ میں ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اُس وقت وہ دونوں ایک سفید اونی چادر میں لپٹے ہوئے تھے یہ چادر، ایک تکیہ جس میں اذخر گھاس بھری ہوئی تھی اور ایک مشکیزہ آپ ﷺ نے انھیں بطورِ جہیز دیا تھا۔

اُنھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جو کچھ بھی دیا تھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ادا کی گئی مہر کی رقم سے تھا جسکا ذکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ملتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! فاطمہ رضی اللہ عنہا کی میرے ساتھ رخصتی کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اُسے کیا دو گے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ وہ تمہاری حطمی ذرع کہاں ہے؟ انہوں نے عرض کیا: وہ تو میرے پاس ہی

ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر وہی اسے دے دو۔ ﴿۱﴾

لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی ذرع ۴۸۰ درھم کے عوض حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بیچ دی جس کی رقم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لاکر اللہ کے رسول ﷺ کو دے دی۔ پھر آپ ﷺ نے اس رقم سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیئے سامان تیار کیا۔ ﴿۲﴾

ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں جو سامان دیا تھا وہ مہر کی رقم سے ہی خریدا گیا تھا نہ کہ نبی ﷺ نے اپنی طرف سے جہیز کے طور پر دیا۔

ہاں البتہ شریعتِ اسلامیہ نے اتنی گنجائش ضرور رکھی ہے کہ اگر لڑکی کے والدین یا سرپرست لڑکی یا لڑکے کو بطورِ تحفہ کوئی چیز دینا چاہیں تو ضرور دے سکتے ہیں اسمیں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔ جسطرح سے ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کے موقع پر انھیں ایک ہار تحفہ میں دیا تھا۔ ایسے ہی اگر لڑکا ضرورت مند ہو تو اسکی مدد کی جاسکتی ہے چاہے وہ رقم کی شکل میں ہو یا سامان ہی کی شکل میں کیوں نہ ہو۔ کیونکہ یہ اسے بطورِ اعانت دیا جارہا ہے نہ کہ جہیز کی شکل میں۔

لیکن آج کل جس طرح نکاح سے قبل جہیز کے لیئے مطالبات ہوتے ہیں اور پھر نکاح کے موقع پر جس اہتمام کے ساتھ اس کی نمائش ہوتی ہے اس کے شرعاً حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب.

عبدالعلیم عبدالرحیم فانی، الخبر (سعودی عرب)

﴿۱﴾ نسائی: نکاح ۶۷، ابوداؤد: ۲۱۲۵–۲۱۲۷، مسند احمد: ۸۰/۱ ﴿۲﴾ دیکھیئے: ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ۔

پیش لفظ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی اَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ .اَمَّابَعْدُ:

قرآن مجید میں حکیم وعلیم کا فرمان ہے:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوْا مِنْ أَمْوَالِھِمْ﴾ (سورۃ النساء: ۳۴)

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ اس آیت میں مرد اور عورت کے مقامِ فطرت کو واضح کر رہا ہے جو خود خالق ہے دونوں صنفوں کا۔ اس نے مرد کو عورت پر حکم ونگرانِ کار بنایا اور اس کی ایک وجہ یہ بتا رہا ہے کہ اس نے مرد کو عورت پر فضیلت اور بڑائی سے نوازا ہے اور دوسری وجہ یہ بتا رہا ہے کہ مردوں نے عورتوں پر اپنا مال خرچ کیا ہے۔ یہ کہہ کر باری تعالیٰ یہ حکم دے رہا ہے کہ مردوں کو عورتوں پر اپنا مال خرچ کرنا ہے اور عورتیں ایسی ذمہ داری یا بوجھ سے آزاد ہیں کیونکہ حاکم کو ہی اپنے ماتحتوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ عورتوں کی خوراک و پوشاک اور دیگر جملہ ضروریات کی تکمیل کی ذمہ داری مردوں پر عائد ہوتی ہے۔

مگر عصرِ حاضر میں شادی بیاہ کے جہیز جوڑے کے رواج نے اللہ تعالیٰ کے اس قانونِ فطرت کو الٹا کر دیا ہے۔ عورت کو اپنی شادی کے لئے مرد خریدنا پڑتا ہے۔ خریدنے پر ہی بس نہیں بلکہ اگر وہ مرد بے روزگار ہو تو اس کو کام اور نوکری پر بھی لگانا پڑتا ہے۔ اس طرح عورت مرد کی کفیلہ بن جاتی ہے اور مرد کا خرچ اٹھاتی ہے۔ یہ سراسر ظلم اور مذکورہ آیت کی صریح خلاف

ورزی ہے۔ اگر عورت نافرمانی کرے تو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے:

﴿فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ﴾

(سورة النسآء: ۳۴)

''زبانی نصیحت کرو اور ان عورتوں کو اپنے بستروں سے جدا کردو اور انہیں مارو''۔

اب یہ سمجھنے کے لئے زیادہ غور وفکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ ایک زرخرید شوہر کے لئے اس حکمِ الٰہی پر عمل کرنا ممکن نہیں ہوسکتا۔ اس حکم کے برعکس وہ عورت جو اپنے شوہر کو جہیز جوڑے کا پیسہ دیکر خریدتی ہے۔ اگر چاہے تو وہ اس غلام (شوہر) کو اپنے بستر سے الگ کرسکتی ہے اور اگر وہ شوہر اس عورت کی جائز ناجائز خواہشات پوری کرنے میں ''نافرمانی'' کرے تو وہ اس شوہر پر بگڑ بھی سکتی ہے۔

یہی سب کچھ واضح کرنے کے لئے اس چھوٹی سی کتاب کو قرآن وحدیث کی بنیاد پر ترتیب دینے کی میں نے کمزور اور ناقص کوشش کی ہے' اس امید پر کہ ہمارے موحد مسلم حضرات خاص کر مائیں بہنیں زیادہ التفات وتوجہ کریں گی اور بفضلہٖ تعالیٰ ان کو خاطر خواہ فائدہ پہنچے گا اور ایک بہترین وخوشگوار اسلامی معاشرے کی تشکیل میں ہماری کوششوں کو اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے آخرت کا توشہ بنادے گا۔ میں اپنے دینی بھائیوں اور بہنوں سے التجاء کرتا ہوں کہ اگر انہیں میری کوتاہ فہم وفراست کی بنا پر کتاب میں کہیں لغزش نظر آجائے تو اس سے صرفِ نظر کرتے ہوئے حق کی بنیاد پر اپنے خیالات اور زریں مشوروں سے نوازیں تو عین نوازش ہوگی۔ تمام تر توقعات، امیدیں اور آرزوئیں اسی وقت پوری ہوسکتی ہیں جب ہم جو کچھ پڑھیں یا سیکھیں مقصد صرف عمل ہو۔ اگر صرف ٹائم پاس یا جنرل نالج کی خاطر کتابوں کی ورق گردانی کریں گے تو اس سے کچھ بھی عملی فائدہ کی امید نہیں رکھی جاسکتی۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس ناچیز کی اس ناقص کوشش کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے اور اس کے پڑھنے والے میرے دینی بھائیوں اور ماؤں بہنوں کو عمل کی توفیق عطا کرے آمین۔ **فَجَزَاکُمُ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْراً**

کے۔رفیق احمد
ورنگل۔آندھراپردیش (A.P)

E-mail: k_rafeeqahmed@yahoo.co.in

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہیز جوڑے کی رسم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ. اَمَّابَعْدُ:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ (سورۂ بقرہ:۲۸۶)

''جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لیئے ہے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے''۔

یہ جہیز جوڑے کی مصیبت بھی اپنے ہی ہاتھ کی کمائی ہے جس کو ہر مسلمان بھگت رہا ہے۔ یہ قرآن سے بے وفائی، رسول ﷺ کے فرمان سے بے اعتنائی اور شریعت سے نا آشنائی کا جرمانہ ہے جس کو معاشرے کا ہر مسلمان جہیز جوڑے کے روپ میں ادا کر رہا ہے۔

آج مسلم معاشرے کو جڑوں سے کھوکھلا کرنے والا بڑا بھیانک وخطرناک بلکہ شرمناک وافسوسناک مسئلہ یہی جہیز جوڑے کا رواج ہے جس میں چھوٹے بڑے، عالم وجاہل، گنوار وترقی یافتہ سب کے سب ملوث ہیں۔ احساس زیاں بھی اس طرح جاتا رہا ہے کہ اس فعلِ شنیع کے فاعلین کے دلوں میں اس کی برائی کا احساس بھی باقی نہیں رہا الٹا اسے اپنی عزت ووقار کا مسئلہ بنالیا ہے۔ گویا اس دلدل میں جو جتنا پھنسے گا وہ معاشرے کا اتنا ہی بڑا مانا جائیگا۔ ((لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّابِاللّٰہِ))

کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ لڑکی کو بیاہ کر لڑکے کے حوالے کرنے کے علاوہ اور بھی کوئی ذمہ داری اس کے والدین پر ڈالی جاسکتی ہے۔ البتہ لڑکے پر فرض ہے کہ لڑکی کی مرضی کے مطابق (نہ کہ اس کے ماں باپ کے کہنے کے مطابق) مہر ادا کرکے اس سے شادی کرے اور یہ مہر کی رقم یا مال صرف اور صرف دلہن کی ملکیت اور اسی کا حق ہے۔ وہ جس

طرح چاہے اس مال کو خرچ کرے۔مگر اکثر شادیوں میں ایسا ہوتا ہے کہ لڑکی کے والدین اس پر قبضہ کر لیتے ہیں جو سراسر حق تلفی ہے۔اللہ تعالیٰ سورۃ النور میں فرماتا ہے:

﴿وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحاً حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾

(سورۂ نور:۳۳)

"جو لوگ (مرد) نکاح کی طاقت نہیں رکھتے وہ ضبطِ نفس کریں یہاں تک اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے"۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ!مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ)) [1]

"اے نوجوانو!تم میں سے جو شخص شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہے وہ شادی کرے، یہ نگاہ نیچی رکھنے اور شرم گاہ کی حفاظت کا باعث ہے اور جو شادی کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ روزہ رکھے تا کہ اس کی شہوت کمزور پڑ جائے"۔

جو شخص مہر ادا کرنیکی طاقت نہ رکھتا ہو اس کو چاہیئے کے اللہ کے حکم اور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر عمل کرے۔مگر آج ان شرعی احکام اور نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی جاتی۔کیونکہ نکاح کرنے سے ہی اس مفلس آدمی کو جہیز ملتا ہے۔سسرال کے جوڑے کی رقم لیکر وہ غنی ہو جاتا ہے۔اب اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نوازے جانے تک ضبط اور تحمل کرنے کی اور روزہ سے اپنی شہوت کم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔اسکے نزدیک گویا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم مہمل ٹھہرا۔(نَعُوْذُ بِاللّٰهِ)

---

[1] صحیح بخاری۔

// جہیز جوڑے کی رسم //

لغت کے اعتبار سے عربی زبان کے اس لفظ "جہیز" کے معنیٰ ہیں ضرورت کے لحاظ سے مختصر سامان مہیا کرنا یا تیار کرنا۔ مُردوں کو دفنانے کو تجہیز و تکفین کہتے ہیں۔ اس میں تجہیز لفظ جہیز سے ہی مشتق ہے۔ مُردہ چونکہ بے بس ولا چار ہے کفن دفن کا محتاج ہے۔ چنانچہ مردے کو دیئے جانے والی چند اشیاء کو جو کفن خوشبو، کافور وغیرہ پر مشتمل ہوں تجہیز کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جہیز دراصل مُردوں کو دی جانے والی چیزوں کا نام ہے نہ کہ زندوں کو (ویسے جہیز خور ضمیر کے لحاظ سے مُردہ ہی تو ہوتا ہے۔) افسوس کی بات ہے اب اردو زبان میں جہیز اس سامان کو کہتے ہیں جو لڑکی والے اپنی بیٹی کی شادی میں دیتے ہیں۔ اس طرح وہ مثل صادق آئی: "ایک زبان کی بولی دوسری زبان کی گالی"۔ لڑکی کے گھر ڈالے جانے والے اس ڈاکہ کو جہیز کا نام دینا سراسر جہالت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جتنی شادیاں خود کیں اور اپنی بیٹیوں کی کیں ان سے کہیں یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آپ ﷺ نے کسی شادی میں کوئی چیز جہیز کے نام سے لی ہو یا دی ہو۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں آپ ﷺ کو جہیز کے نام سے کوئی چیز نہیں دی گئی۔ حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے آسودہ حال تھے۔ اگر ایسی بات سنت ہوتی تو وہ ضرور اپنی بیٹی کو کچھ دیتے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی چار صاحبزادیوں: حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن کی شادیوں میں جہیز نام پر کوئی چیز نہیں دی۔ کتبِ سیرت کے مطالعہ سے کہیں اس کا پتہ نہیں چلتا۔ مگر غیر کا مال ہضم کرنے کے لئے حیلے تلاش کرنے والے فوراً کہتے ہیں نبی ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز دیا تھا۔ یہ لوگ اپنی عقل کو حلال کھانے کی طرف مائل کریں تو حقیقت واضح ہو جائیگی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود بہت غریب تھے جن کے پاس روٹی مکان کچھ بھی نہیں تھا اور وہ خود رسول اللہ ﷺ کی کفالت میں تھے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں کے کفیل تھے لہٰذا تھوڑا سا سامانِ ضرورت جیسے ایک چادر، ایک تکیہ، ایک پانی کا مشکیزہ اپنی بیٹی

داماد کو برتنے کے لئے مرحمت فرمایا تھا اور یہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مہر کے پیسوں سے خرید کر دیا تھا۔ نہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ذاتی پیسوں سے خریدا۔

مگر یہ واقعہ جہیز خوروں کے لئے ایک گل (دانہ) ہے جس کو ڈالکر بڑی بڑی مچھلیاں کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب کبھی رشتہ کی بات ہوتی ہے تو لڑکے والے پہلی شرط جو لگاتے ہیں وہ جہیز کے بارے میں ہوتی ہے۔ پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ جہیز میں کیا دیں گے؟ اور لڑکے کو جوڑے کی رقم کتنی ملے گی؟ اگر یہ بات پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتی تو مزید پیش قدمی نہیں ہوتی۔ اگر جوڑے کی رقم تسلی بخش ملے تو شادی پکی ہو جاتی ہے، یہ تو گویا ایک رشوت ہے جس کے ذریعے والدین اپنی لڑکی کے لئے سہاگ کا انتظام کرتے ہیں جبکہ رشوت کا دینے والا اور لینے والا دونوں ملعون ہیں۔ (1) جبکہ بہ مصداقِ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جوڑے کی رقم دینے والا بھی گنہگار ہے چاہے وہ خوشی سے ہی کیوں نہ دے کیونکہ رشوت خوشی کے ساتھ دینے سے جائز نہیں ہو جاتی اور یہ مذموم حرکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ مبارک کے بھی خلاف ہے جو کہ بخاری،

---

(1) نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:
((لَعَنَ اللّٰہُ الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی الْحُکْمِ)) (ترمذی، مسند احمد، مستدرک حاکم۔ صحیح الجامع الصغیر: ۴۹۶۹)

"فیصلہ کرنے میں رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت ہے"۔

جبکہ دوسری حدیث میں ہے:
((لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ)) (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، صحیح الجامع: ۴۹۹۰)

"رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت ہے"۔

تاہم ایک حدیث معروف تو بہت ہے لیکن وہ صحیح نہیں ہے۔ اس میں ہے:

((اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی النَّارِ))

"رشوت لینے اور دینے والے جہنمی ہیں"۔

یہ معروف روایت معجم طبرانی صغیر میں ہے لیکن اسے محدثینِ کرام نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (دیکھیئے: ضعیف الجامع الصغیر: ۳۱۴۶)

// جہیز جوڑے کی رسم //

مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ہے جس میں کہا گیا ہے کہ رشتہ دینداری کی بنیاد پر کرو نہ کہ حسب نسب یا مال وجمال کی وجہ سے چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ)) [1]

''لڑکی سے شادی چار وجوہ کی بناء پر کی جاتی ہے: اسکے مال، اسکے حسب ونسب، اسکے حسن وجمال اور اسکے دین کیلئے، اللہ تیرا بھلا کرے، دیندار لڑکی حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کرلو''۔

اس حدیث کے خلاف لڑکی والے کا پیسے دیکر اپنی بیٹی کیلئے شوہر خریدنا کتنی شرمناک اور حیاسوز حرکت ہے جس پر شرمانا تو کجا اپنی شان ہی سمجھتے ہیں۔

معاشرے کی خرابی کی تمام تر ذمہ داری انہیں جہیز خوروں پر پڑے گی یہی معاشرہ کے ناسور ہیں جب مہر کی ادائیگی کا مسئلہ آتا ہے تو سنت کی سادگی کا خیال آجاتا ہے۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے مہر کے طور پر لوہے کی انگوٹھی یا قرآن سے کچھ حصہ سکھا دینے سے نکاح کروادیا تھا' یہ کم سے کم حد بتانے کے لئے ایک نمونہ ہے۔ وہیں مہر زیادہ سے زیادہ ادا کرنے کیلئے کوئی حد مقرر نہیں فرمائی۔ اسی لئے جہاں اسلام میں سادگی سے مہر ادا کیا گیا ہے وہیں بڑی سے بڑی مقدار میں بھی مہر ادا کیا گیا ہے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ خیر القرون میں چالیس ہزار (یا اس سے بھی زیادہ) درہم ودینار کا بھی مہر ادا کیا گیا۔

لڑکی والوں کو مہر کے معاملہ میں ہوشیار رہنا چاہئے۔ مہر مؤخر پیسے کی صورت میں قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ پیسوں کی قیمت گھٹ جاتی ہے۔ اگر وہ آج پانچ ہزار کا مہر طے کر کے دس سال کے بعد ادا کرے تو اس وقت یہی پانچ ہزار کی رقم پانچ سو کی قیمت ہوگی لہٰذا مہر مؤخر طے کرتے وقت بنیاد سونے کو بنانا چاہیئے جب بھی وہ دے تو اتنی مقدار سونا دے یا اس مقدار

---

[1] صحیح الجامع: ۳۰۰۳۔

سونے کی قیمتِ خرید دیں۔ ویسے محدثین مہر نقد ادا کرنے کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔

جہیز یا جوڑے کے پیسے کو حلال بتانے کیلئے بعض لوگ ایک بہانہ یہ بناتے ہیں کہ یہ پیسہ جو ہم لے رہے ہیں لڑکی کا حق ہے۔ لڑکی اپنے والدین کے مال میں وراثت کا حق رکھتی ہے۔ یہ وہی (لڑکی کا ورثہ کا مال) پیسہ ہے جو ہم ڈوری یا جہیز کی شکل میں لیتے ہیں۔ ذرا غور کرنے پر پتہ چلے گا کہ یہ کیسی واہیات قسم کی منطق ہے۔

① اگر لڑکی کا باپ غریب ولاچار، بے کس ومفلس اور قلاش ہے کیا تب بھی اس کی بیٹی ایک لاکھ روپیہ کی وراثت کا حق رکھتی ہے؟

② اگر کوئی باپ مالدار اور صاحبِ استطاعت ہو تو بھی کیا ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی اپنی وارثت کو تقسیم کردے؟

③ بالفرض اگر لڑکی کا باپ اپنی بیٹی کو وراثت کا پیسہ دینا بھی چاہے تو حقدار یعنی لڑکی کو حق پہنچنا چاہیئے۔ لڑکی کے حق کو لڑکے والوں کا زبردستی وصول کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ یہ سراسر ظلم وبربریت ہے۔

ہندو لڑکی کو وراثت کا حقدار تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے انہوں نے (شائد) ڈوری کی رسم ایجاد کرلی۔ مگر دینِ محمدی ﷺ میں لڑکی بھی وراثت میں حقدار ہے، پھر ہندوؤں کے طرز کو اپنانا اور خود کو مسلمان کہنا کہاں تک درست ہے؟

آج معاشرہ میں لڑکی والوں کا مال جوڑے اور جہیز کے روپ میں لوٹ کر کھانے کو شان سمجھا جاتا ہے، جو جتنا زیادہ لوٹے اس کو اتنا ہی کامیاب دولہا سمجھا جاتا ہے، جو شادی میں جتنی زیادہ فضول خرچی کرے گا اس کو اتنا ہی سوسائٹی میں اونچا مقام دیا جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ مجید میں عورتوں پر مردوں کا درجہ بیان کرتے ہوئے سورۃ البقرۃ میں فرمارہا ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ (سورۃ النساء : ۳۴)

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیئے ہیں"۔

واضح رہے کہ خرچ کرنے والا ہی فضیلت پانے کے قابل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ صحیح بخاری و مسلم، ابوداؤد و نسائی، مسند احمد اور معجم طبرانی کبیر کی حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی وَالْیَدُ الْعُلْیَا هِیَ الْمُنْفِقَةُ وَالْیَدُ السُّفْلٰی هِیَ السَّائِلَةُ)) [1]

"اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے افضل ہے اور اوپر والا ہاتھ دینے والا جبکہ نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے"۔

مگر ہمارے معاشرے میں دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ عورت سے پیسہ لے کر مرد ذات اپنی مردانگی کو اپنی عورت کے پاس گروی رکھ کر اپنی فضیلت کھو رہا ہے۔ عورت کا مال کھانے والے لوگ کبھی اپنی فضیلت جتا ہی نہیں سکتے۔ ذلیل و خوار ہو کر انھیں خود پر عورت کی فضیلت تسلیم کرنا پڑے گی۔ مزید وضاحت کے لئے سورۃ النساء کی آیت: ۴ ملاحظہ فرمائیں:

﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ (سورۂ نسآء: ۴)

"اور دے ڈالو عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے"۔

یہاں بھی مردوں کو حکم ہو رہا ہے کہ اپنی عورتوں کو ان کا مہر ادا کردو۔ اور وہ بھی خوشی سے، نہ کہ عورتوں سے کہا جا رہا ہو کہ تم اپنے مردوں کو جہیز جوڑا دیکر خریدو۔

اللہ تعالیٰ قدرت والا اور حکمت والا ہے۔ اس نے مرد اور عورت دونوں کا مقام و مرتبہ ترتیب دیکر قانون وضع کیا ہے۔ جو اس کے قانون سے منہ موڑے گا اس کو کبھی سکھ چین نصیب نہیں ہوسکتا۔ اسی قادرِ مطلق قانون دان نے یہ قانون بنایا:

﴿لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ﴾

---

[1] صحیح الجامع الصغیر: ۸۱۹۴، ۸۱۹۵، ۸۱۹۶۔

// جہیز جوڑے کی رسم //

"وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جو روزی میں تنگ دست ہے تو وہ اتنا ہی خرچ کرے جتنا کہ اللہ نے اس کو دیا ہے"۔(سورۂ طلاق:۷)

اس آیتِ کریمہ میں بھی مردوں کو اپنی عورتوں پر خرچ کرنے کی تاکید ہو رہی ہے۔ اگر مرد تنگ دست ہو تو بھی اسے ہی اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرنے کے لئے کہا جا رہا ہے۔ تنگ دستی کے باوجود اپنی عورتوں کے ہاتھوں کو تکنا مردوں کے شایانِ شان نہیں۔

آج ہم بڑے زور و شور سے والدین کا واویلا سنتے ہیں کہ آج کل کے لڑکے شادی ہوتے ہی ماں باپ کے نافرمان ہو جاتے ہیں، بیوی اور سسرال کی طرفداری کرتے ہیں اور اپنے ماں باپ کو بھول جاتے ہیں وغیرہ۔ یاد رہے کہ ان کے شکوہ و شکایت میں کوئی وزن نہیں کیونکہ یہ بھی انہی کی کوتاہی کا انجام ہے۔ بیٹے کی شادی میں لڑکی والوں سے جہیز جوڑے کی رقم لیکر اپنے بیٹے کو وہ بیوی کا احسان مند بنا دیتے ہیں۔ چونکہ وہ اپنی بیوی کا خریدا ہوا شوہر ہوتا ہے جو کچھ وہ پہنتا ہے، اوڑھتا ہے، کھاتا، پیتا ہے، سب سسرال کی دین ہے۔ احسان مند کو محسن کا احسان ادا کرنا پڑتا ہے۔ دولہا اپنی دلہن کا مال ناجائز طور پر کھا کر اپنے سسرال کے احسان کے بوجھ تلے دبا ہوا ہوتا ہے لہٰذا اب اس دولہے کو سسرال کا وفادار بن کر ہی رہنا پڑے گا۔ ایسے میں والدین کی فرماں برداری میں کوتاہی باعثِ تعجب نہیں۔ والدین کی اس نافرمانی کے گناہ میں لڑکے کے ساتھ خود والدین بھی برابر کے شریک ہو گئے۔

اب آیئے اس سکّہ کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ فرمایئے۔ لڑکی والے بھی اس لین دین کی برائی میں برابر کے شریک ہیں۔ لڑکی والوں کو سراسر مظلوم نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ معاشرہ کی اس خرابی میں ان کا بھی برابر کا ہاتھ ہے۔

لڑکی کے والدین اپنی بیٹی کیلیۓ عیش و عشرت کی زندگی کا خواب دیکھتے ہوئے سیدھے سادھے اوسط آمدنی والے لڑکوں کے رشتوں کو ٹھکرا کر بڑی بڑی آمدنی والوں سے رشتہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اپنی حیثیت سے زیادہ سوچتے ہیں۔ لڑکے کی کمائی کا ذریعہ حلال ہو یا حرام

اور اس کا عقیدہ توحید والا ہو یا مشرکانہ، ہر بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اس کی بے تحاشا مانگیں پوری کر کے اپنی بیٹی کو اس کے حوالے کر دیتے ہیں۔ خود اپنے ہاتھوں سے اپنی اولاد کے دینی و دنیوی مستقبل کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔ اکثر لوگوں کی اس حرکت کی وجہ سے وہ حضرات بھی مجبوراً کفِ افسوس ملتے ہوئے ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں جو معاشرہ میں ایسی برائیوں سے دور رہنا چاہتے ہیں۔ بہرحال یہ ضروری ہے کہ لڑکی والے اپنی بیٹی کے لئے ایسے رشتے کو ترجیح دیں جو پرہیزگار اور توحید پرست ہو، اس کی عیش و عشرت کو نہ دیکھیں۔

جہیز...... ''حج وزکوٰۃ سے روگردانی کا باعث''

حج اسلام کا پانچواں اور اہم رکن ہے، جو کوئی استطاعت کے باوجود حج نہ کرے اس کیلئے حدیث میں سخت وعید آئی ہے چنانچہ سورۃ آل عمران آیت ۹۷ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ (سورة آل عمران:۹۷)

''اللہ کی طرف سے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض کر دیا گیا ہے جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور جو انکار کر دے تو جان لو اللہ تعالیٰ تمام دنیا سے بے نیاز ہے''۔

سنن سعید بن منصور اور شرح الاعتقاد لالکائی میں حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

''میں نے ارادہ کیا کہ ان شہروں کی طرف اپنے آدمی بھیجوں وہ ہر اُس شخص کا پتہ چلائیں جس نے طاقت کے باوجود حج نہ کیا ہو تا کہ میرے آدمی ایسے لوگوں پر غیر مسلموں سے لیا جانے والا ٹیکس (جزیہ) نافذ کر دیں''۔

اور آخر میں فرمایا:

॥ جہیز جوڑے کی رسم ॥

((مَاهُمْ بِمُسْلِمِيْنَ، مَاهُمْ بِمُسْلِمِيْنَ)) ①

”وہ مسلمان نہیں ہیں، وہ مسلمان نہیں ہیں“۔

اگر کسی صاحب کے پاس حج کی طاقت ہو اور پیسہ بھی ہو تو اس پر حج لازم ہوگا۔ مگر بیٹی والے والدین اپنی بیٹی کی شادی کی فکر میں یعنی جوڑے کی رقم دے کر داماد کو خریدنے کی فکر میں حج کو بھول جاتے ہیں اور کعبۃ اللہ کی زیارت جیسے فرض کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جوڑے کی رقم ادا کرنا حج سے بھی زیادہ اہم ہے۔ جبکہ سفرِ حج کیلئے زادِ راہ موجود ہو تو اس کو حج کے سوا دوسرے امور میں خرچ نہیں کرنا چاہیئے۔

لفظ استطاعت و طاقت کے صحیح مطلب و مفہوم سے بکثرت لوگ ناواقف ہیں یا انجان بنے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیت اللہ تک پہنچنے اور واپس ہونے تک کا خرچ جس کے پاس ہو اس پر حج فرض ہے۔ چنانچہ استطاعت کا صحیح مفہوم یہی ہے کہ جس کے پاس مکہ مکرمہ تک آمد و رفت اور خورد و نوش کا خرچہ (ان دنوں کم و بیش ۹۰ ہزار روپئے) اور اس عرصہ کیلئے اہلِ خانہ کے ضروری اخراجات کیلئے پیسے موجود ہوں، اس پر حج کرنا فرض ہو گیا۔ ②

جب اتنا مال ہاتھ میں موجود ہو اور اس پر قرض نہ ہو تو کوئی وجہ اس کے لئے حج نہ کرنے کا شرعی عذر نہیں بن سکتی۔ اِلَّا یہ کہ وہ شدید بیمار ہو یا وقت کے ظالم حکمران کی طرف سے روک ہو (جو آج کل نہیں ہے) اسی طرح بیٹی کی شادی، بیوہ بہن کی سرپرستی، پڑوس کی غمگساری وغیرہ کی موجودگی حج نہ کرنے کا سبب یا عذر نہیں بن سکتے۔

مگر افسوس کہ اس کارِ ثواب پر، عمل تو کجا، دامادوں کی خریداری جیسے عمل کی خاطر حج جیسے عظیم فریضہ کو ترک کیا جا رہا ہے۔ جبکہ حدیث میں طاقت کے باوجود حج نہ کرنے والے کیلئے سخت وعید آئی ہے جیسا ابھی قریب ہی حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد گزرا ہے۔

---

① شرح الاعتقاد: ۱۵۶۷، تلخیص الحبیر ۲۲۳/۲۔ وصححہ الحافظ ابن حجر۔

② مفہومِ استطاعت کی تفصیل کیلئے دیکھیئے ہماری کتاب ”سوئے حرم“ صفحہ: ۷۰۔۹۰ (ابوعدنان)

مگر ہمارے مسلمان حضرات شاید اس زعم میں یا سودائے خام میں مبتلا ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تو شرک کے سوا تمام گناہوں کو معاف کردینے کا وعدہ کیا ہے (النساء:۴۸، ۱۱۶) لہٰذا حج نہ کرنا بھی ﴿مَا دُوْنَ ذَالِکَ﴾ میں شامل کرلے گا۔ یعنی دوسرے گناہوں کے ساتھ ترکِ حج کو بھی معاف کردے گا ایسے حضرات کے لئے سابقہ حدیث میں مذکور ارشادِ فاروقی رضی اللہ عنہ ہی کافی ہے۔

عصرِ حاضر میں یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ بے شمار مسلمان حج کی استطاعت رکھتے ہوئے اس کی فرضیت کے بارے میں غور کرنے کی فرصت تک نہیں پاتے لیکن شادی بیاہ میں بے تحاشا مال ضائع کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ بیوی بچوں کی جائز و ناجائز خواہشات کی تکمیل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ شان دار سواریاں خریدتے ہیں۔ اپنے گھروں کو دنیوی لہوولعب کے سامان سے سجاتے ہیں۔ معاشرے میں اونچا مقام حاصل کرنے کے لئے رات دن، خون پسینہ ایک کردیتے ہیں۔ جب ان مالدار لوگوں کو حج کی ادائیگی کی تلقین کریں تو بیٹی یا بہن کی شادی اور یتیموں کی دستگیری کو عذر بناتے ہیں۔ لاکھوں روپے کی جائیداد خریدتے وقت ان کے دلوں میں بیٹی بھانجی کی شادی کا خیال آتا ہے نہ یتیموں بیواؤں کی سرپرستی کا۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ﴾ (سورۂ بقرہ: ۹)

”یہ (اپنے تئیں) اللہ کو اور مؤمنین کو دھوکا دیتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ اس طرح وہ خود کو دھوکا دیتے ہیں“۔

☆ جس طرح حج کی ادائیگی نہ کرنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں اسی طرح زکوٰۃ کی عدمِ ادائیگی کی راہ اختیار کرتے ہیں حالانکہ زکوٰۃ بھی اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے ایک ہے اور اسکے تارک کو بھی سخت وعید آئی ہے۔ چنانچہ قرآنِ کریم، سورۃ التوبہ، آیت ۳۴ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ﴾

(سورة التوبه:۳۴)

''مومنو! (اہلِ کتاب کے) بہت سے عالم اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے اور (ان کو) اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، ان کو اس دن کے عذابِ علیم کی خوشخبری سنا دیں۔''

اسی طرح نبیٔ اکرم ﷺ کی بکثرت احادیثِ شریفہ میں بھی اسکی وعید موجود ہے یہاں ان میں سے صرف ایک ہی حدیث ذکر کرنے پر اکتفاء کر رہے ہیں جو معجم طبرانی صغیر میں ہے جس میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((مَانِعُ الزَّکٰوةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِی النَّارِ)) [1]

''زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن جہنم میں ڈالا جائے گا''۔

اس رواج کے برے اثرات:

جوڑے کی رقم، ڈوری یا کٹنم کے رواج سے معاشرہ پر جو برے اور مضر اثرات پڑتے ہیں ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

① پہلی برائی یہ ہے کہ یہ طریقہ سنتِ محمدی ﷺ کے سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے سادگی سے شادی کرنیکا حکم دیا ہے۔

② غریب لڑکیوں کا مستقبل تاریکی میں ڈوب جاتا ہے آج معاشرہ میں یہ چشم دید

---

[1] صحیح ترغیب وترھیب: ۷۶۲۔

// جہیز جوڑے کی رسم //

حقیقت ہے کے سینکڑوں لڑکیاں جن کی عمریں پچیس، تیس، پینتیس سال ہوگئی ہیں بن بیاہی بیٹھی ہیں۔

③ لڑکی والدین کے لئے رحمت کے بجائے زحمت بن جاتی ہے، اور باپ کو اپنی بیٹی کی شادی کی خاطر حلال وحرام میں تمیز کیئے بغیر مال کمانا پڑتا ہے۔ اس طرح وہ حرام کی کمائی کر کے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کر لیتے ہیں۔

④ شوہر چونکہ اپنی بیوی کا مال کھائے ہوئے ہوتا ہے لہٰذا مجبوراً اسے اپنی بیوی کی اخلاقی کمزوریوں کو نظر انداز کرنا پڑتا ہے۔

⑤ اگر ازدواجی زندگی میں تلخیاں شروع ہوجائیں اور طلاق ناگزیز ہوجائے تو طلاق کے مسئلہ میں بے شمار پریشانیاں لاحق ہوجاتی ہیں۔ کیونکہ عورت اپنا مال ڈوبنے کے ڈر سے خلع نہیں لیتی۔ مرد اگر طلاق دے تو بیوی کا مال جو کھایا تھا وہ اسے ادا کرنا پڑتا ہے جو اکثر ناممکن ہوتا ہے۔

⑥ اپنی لڑکی کیلیئے سہاگ خریدنے کی فکر میں والدین حج اور زکوٰۃ جیسے اسلامی ارکان کو چھوڑ دیتے ہیں۔

⑦ معاشرے کے جوان لڑکے اپنے سسرال سے ملنے والی مفت دولت کی وجہ سے کام چور اور سہل پسند ہوجاتے ہیں۔

مہر کی حقیقت اور اس کی شرعی حیثیت

رسول ﷺ نے فرمایا:

((اَلنِّکَاحُ سُنَّتِیْ فَمَنْ لَّمْ یَعْمَلْ بِسُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ)) [1]

''یہ نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ مجھ سے نہیں''۔

قبل از اسلام عرب میں شادی رچانے کے کئی طریقے مروج تھے۔ بنی کریم ﷺ نے دین اسلام کے مطابق نکاح کر کے دکھلایا اور فرمایا کہ صرف یہی نکاح میری سنت ہے۔

سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق کیئے جانے والا نکاح تین شرائط کو محیط ہوتا ہے:

① زمانے کے مطابق لڑکا اپنی طرف سے لڑکی کو خوش دلی سے مہر ادا کرے کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ (سورۃ النسآء: ۴)

''اور عورتوں کو انکے مہر راضی خوشی دے دو''۔

② لڑکی کے لئے اسکا والد اور اسکی وفات و عدم موجودگی کی صورت میں کوئی سرپرست ہو جو اس کا ولی بنے کیونکہ حدیث میں ہے:

((لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ)) [2]

''بغیر ولی کے لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا''۔

③ لڑکا اور لڑکی دونوں آپس میں شادی کے لئے راضی ہوں جس کو عام زبان میں ایجاب و قبول کہتے ہیں۔

---

[1] ابن ماجہ۔ صحیح الجامع: ۶۸۰۷۔

[2] سنن اربعہ، مسند احمد، مستدرک حاکم، بیہقی، طبرانی۔ صحیح الجامع الصغیر: ۷۵۵۵، ۷۵۵۸۔

// جہیز جوڑے کی رسم //

مذکورہ تین شرائط میں سے پہلی شرط مہر بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ قرآن کریم میں اس کے متعلق بارہا احکامات آئے ہیں۔ مثلاً سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ سے فرمایا ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ اللّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ﴾

(سورۂ الاحزاب : ۵۰)

’’اے نبی! ہم نے آپ کے لئے آپ کی ان بیویوں کو حلال کردیا ہے جن کے مہر آپ نے ادا کردیئے ہیں‘‘۔

اب ذرا غور کرنے کا مقام ہے کہ نبی ﷺ کے لیئے بھی کوئی عورت صرف اسی وقت حلال ہوسکتی ہے جب آپ ﷺ نے مہر ادا کردیا ہو۔ تو امت کے لیئے مہر کس طرح معاف ہوسکتا ہے؟

مہر عورت کے لئے اعزاز ہے جس سے اس کی اہمیت، قدر و قیمت اور منزلت بڑھتی ہے۔ مہر عورت کا مالی حق ہے جس کو ادا کرنا مرد کیلیئے ناگریر ہے۔

عورتوں کے مزید مالی حقوق کے بارے میں قرآنِ کریم میں یوں آیا ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھاً﴾

(سورۂ نسآء: ۱۹)

’’تمہارے لیئے یہ حلال نہیں کہ عورتوں کے مال و جان کے تم جبراً مالک بن جاؤ‘‘۔

عصر حاضر میں مسلمانوں نے جو ماحول بنا رکھا ہے اس میں عورتوں کے مالی حقوق کو کیسے پامال کیا جارہا ہے اور کس کس بہانے سے ان کو لوٹا جارہا ہے ہم سب واقف ہیں۔

آج مسلمان اللہ کے عذاب سے بے خوف اور نڈر ہوگئے ہیں۔ حالانکہ سورۃ النسآء میں اللہ کا فرمان ہے:

// جہیز جوڑے کی رسم //

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ......﴾

(سورة النسآء: ۲۹)

''اے مؤمنو! آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ...''۔

اوراگلی آیت میں فرمایا:

﴿وَمَن يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَاناً وَّظُلْماً فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَاراً......﴾

(سورة النسآء: ۲۹)

''جوظلم اورزیادتی سے ایسا کرے گا اس کو ہم دوزخ کی آگ میں جھونک دیں گے''۔

قرآن وحدیث میں کہیں بھی مردکو عورت کا مال ناجائز طور پر کھانے کے لئے جواز نہیں ملتا۔جہیز خوروں کو دلیل کہاں سے مل گئی کہ وہ اپنی عورتوں کا مال قِسم قِسم کے بہانے تراش کرکھا جاتے ہیں۔سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوْا بِأَمْوَالِكُمْ﴾

(سورة النسآء: ۲۹)

''اورحلال ہیں تم کوان (غیرمحرم عورتوں) کے سوا (دوسری عورتیں) بشرطیکہ طلب کروان کواپنے مال کے بدلے میں''۔

یہاں اللہ کے اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے عورت اپنا مال خرچ کرکے اپنے شوہر حاصل کرتی ہےاور مردبھی خودکوعورتوں کے ہاتھوں بیچ دیتے ہیں۔

اسی مذکورہ سورت میں فرمان الٰہی ہے:

﴿وَ اٰتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (سورة النسآء: ۲۵)

''ان کے مہروں کواچھی طرح دستور کےموافق ادا کرو''۔

کیا یہی دستور ہے کہ دولہا عورت سے لاکھوں روپۓ وصول کرے اورانہی کے پیسہ

سے دو چار ہزار مہر کے طور پر ادا کر دیا جائے؟ یہ تو سراسر دھوکہ دہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) [1]

''جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہ ہو پس وہ مردود ہے''۔

کیا جہیز جوڑے کی شادی اللہ کے نبی ﷺ کا حکم ہے؟ یہ تو آپ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔ جہیز خور حضرات، قیامت کے روز نبی ﷺ کے نافرمانوں کا انجام ذرا قرآنِ کریم سے سن لیں:

﴿يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّى بِهِمُ الْأَرْضُ﴾

(سورۃ النسآء: ۴۲)

''جن لوگوں نے اللہ کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور (رسول کی) نافرمانی کی اس دن چاہیں گے کہ کاش کہ زمین میں دھنس جاتے (اور عذاب سے چھوٹ جاتے)۔

یہ جہیز خور لوگ شادی بیاہ میں رسول ﷺ کی نافرمانی کر کے آخرت میں ایسی ہی تمنا کریں گے کہ کاش کہ زمین ہمیں نگل جائے۔

ہم اکثر حضرات کو دیکھتے ہیں کہ جب نماز اور تجہیز و تکفین کے معاملے میں ذرا سی سنت کی خلاف ورزی دیکھیں تو بڑے زور شور سے اس کی تردید کرتے ہیں لیکن یہی حضرات شادی بیاہ کے معاملے میں بدعات، رسم و رواج اور غیر شرعی امور کو دیکھتے ہوئے خاموشی اختیار کر لیتے ہیں بلکہ خود بھی اس قسم کی خرافات میں شریک نظر آتے ہیں۔ کیا ان کے پاس شادی غیر دینی امور میں سے ہے؟ یا کوئی دنیاوی معاملہ ہے؟ جبکہ حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الْإِيْمَانِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي)) [2]

---

[1] مسلم، مسند احمد۔ صحیح الجامع: ۶۳۹۸۔

[2] معجم طبرانی اوسط۔ صحیح الجامع: ۶۱۴۸۔

// جہیز جوڑے کی رسم //

''جس نے شادی کی اس نے آدھا دین مکمل کیا اور باقی آدھے میں اسے اللہ سے ڈرنا چاہیئے''۔

یعنی شادی کرنا آدھا دین ہے۔ مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

''اہل ایمان کی تین قسمیں ہیں:

① وہ جو ایمان لائے اور اپنے جان و مال سے جہاد کرے۔

② وہ جس سے لوگوں کے مال و جان امن میں اور محفوظ رہیں۔

③ وہ جس کو اپنی حرص و آرزو پوری کرنے کا بذریعہ حرام موقع ہاتھ آئے اور وہ اپنے عزم و استقلال کی مضبوطی سے اللہ کی خوشنودی کی خاطر اس موقع سے ہاتھ اٹھالے''۔

کیا آج ہمارے مسلمانوں کے آپس میں مال و جان محفوظ ہیں؟ محفوظ ہونا تو کجا اگر کسی کے یہاں شادی کے لئے لڑکی موجود ہے تو اس کے مال و دولت پر ہاتھ صاف کرنے کے لئے لوگ کمر کس لیتے ہیں۔ اس لڑکی کے والدین کے مال و جائداد کا حساب لگانا شروع کردیتے ہیں انکم ٹیکس والا معاف کردے گا مگر یہ کنٹم خور ہرگز معاف نہیں کریں گے۔ اور لڑکی کا باپ بھی ٹیکس چوری کرکے، زکوٰۃ چوری کرکے، حج نہ کرکے اور رشوت لیکر اپنے لاڈلے داماد کی جھولی بھرنے کیلیئے تیار رہتا ہے۔

ظلم اور حرص سے بچو۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۲۷۹)

''نہ تم کسی پر ظلم و زیادتی کرو اور نہ ہی کوئی اور تم پر ظلم و زیادتی کرے''۔

یہاں لڑکا اپنی شادی میں لڑکی والوں پر ظلم و زیادتی کرتا ہے اور لڑکی والے خود کو اس کے ظلم کے حوالے کردیتے ہیں۔ اس طرح دونوں گروہ اللہ کے قانون کی خلاف ورزی میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِتَّقُو الظُّلْمَ،فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ،فَاِنَّ الشُّحَّ اَھْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ وَحَمَلَھُمْ عَلٰی اَنْ سَفَکُوْا دِمَاءَ ھُمْ وَ اسْتَحَلُّوا مَحَارِمَھُمْ)) ①

"ظلم سے بچو! کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی صورت میں رونما ہوگا اور حرص سے بچو کیونکہ حرص نے تم سے قبل کے لوگوں کو ہلاک کردیا۔حرص نے انسانوں کوخون بہانے پر آمادہ کیا اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کوحلال کرنے پر"۔

شادی بیاہ کے معاملات میں دولھے والے دلہن والوں سے جہیز مانگ کرظلم ڈھاتے ہیں، دلہن والے ان کی ناجائز مانگ کو پورا کرکے خود اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں۔اس طرح دونوں طرف کے لوگ اللہ کی حرام کردہ چیز کو اپناتے ہیں۔ بہ ایں ہمہ رسول ﷺ کی نافرمانی کرکے خودکو جہنم کے مستحق ٹھہراتے ہیں۔اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْھُمْ ۔رحمت للعلمین ﷺ کفار سے جنگ کے دوران بھی دشمنوں سے نرمی اور بھلائی کی راہ اختیار کرنے کا حکم صادر فرماتے تھے۔آپ ﷺ مسلمان فوجیوں سے فرماتے تھے:

"اللہ کا ڈراختیار کرو،غزوہ کرو خیانت نہ کرو،کسی بچے یا بوڑھوں کوقتل نہ کرو، احبار ورھبان کوقتل نہ کرو،آسانی کرو سختی نہ کرو،لوگوں کوسکون پہنچاؤ متنفر نہ کرو، کسی کوآگ میں نہ جلاؤ،عورتوں کو نہ مارو نہ قتل کرو،لوٹ مار نہ مچاؤ۔ ②

آپ ﷺ نے فرمایا:

"لوٹ کا مال مردار سے زیادہ حلال نہیں۔کھیتی باڑی تباہ نہ کرو۔جانور ہلاک نہ کرو کسی زخمی پر حملہ نہ کرو۔بھاگنے والے کا پیچھا نہ کرو"۔ ③

لیکن ہائے افسوس! آج مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والے یہی سب ظلم وزیادتی

① صحیح مسلم،الاداب المفرد امام بخاری،مسند احمد۔صحیح الجامع:۱۰۲۔
② ③ دیکھئے: الرحیق المختوم۔ص ۶۸۷۔۶۸۸۔

// جہیز جوڑے کی رسم //

شادی کے معاملہ میں اپنے سسرال والوں سے اور اپنی اہلیہ سے کرتے ہیں۔ایسے ظالموں سے معاشرہ بھرا پڑا ہے جو جوڑے کا پیسہ پورا وصول نہ ہونے کی بناء پر اپنی بیوی کے رحم میں پلنے والے بچے کو قتل کر دیتے ہیں۔اپنے سسرال والوں سے آسانی تو کیا کرتے بلکہ ان کو ہر وقت سختی اور تنگی میں مبتلا رکھتے ہیں''داماد'' صاحب کے گھر آنے کی اطلاع موصول ہوتی ہے تو ان کے رگ وریشہ میں کپکپی طاری ہو جاتی ہے کہ پتہ نہیں اب کیا مانگ لیکر آئے گا اور اس کو کس طرح پورا کرنا ہوگا؟ معاشرہ میں کتنی ہی ایسی عورتیں ہیں جو گیس سلنڈر (Gas Cylinder) پھٹنے کے ''حادثات'' کا شکار ہو جاتی ہیں۔ان کا قصور اکثر صرف یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے سر پھرے ''سرتاج'' کو ''کاروبار'' کے لئے اپنے میکے سے کافی رقم نہیں دلوا سکیں۔

داماد کی مانگ پوری کرنے کے لئے بیٹی والے کو اپنی کھیتی باڑی اور کبھی گھر بار تک بیچ دینے کی نوبت آجاتی ہے۔چنانچہ وہ ''معاشی زخموں'' سے چور ہو جاتے ہیں۔اس کے باوجود ظالم داماد ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ لُمُسلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ)) [1]

''مسلمان پر مسلمان کا خون، مال اور اس کی عزت حرام ہے''۔

جہیز جوڑے کی ہندوانہ رسم ورواج میں ملوث ہو کر ایک دوسرے کے مال کو ناجائز طور پر قبضہ کر کے ایک دوسرے کی عزت کی پرواہ کئے بغیر آج کی مسلم قوم نے مذکورہ حدیثِ نبوی ﷺ کو کس مقام واحترام سے نوازا ہے؟ ذرا غور کرنا چاہیئے کہ ہم کیا منہ لیکر نبی ﷺ کی شفاعت کی امید کر سکتے ہیں۔کاش کہ ہماری قوم سمجھتی۔

اس رسم میں صرف قوم کے جاہل اور بے دین لوگ ہی نہیں بلکہ بکثرت مولوی شکل وصورت کے پارسا اور صوفی قسم کے لوگ الغرض تمام شعبوں اور مسلکوں کے ہوا پرست و

[1] صحیح مسلم۔ترمذی، مسند احمد۔صحیح الجامع: ۴۲۴۲،۶۷۰۶ راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

زر پرست لوگ برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ ہمارے علماء کرام کو چاہئے کہ وہ اپنی قوم کو جہیز جوڑے کی لعنت سے روکیں کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَرَىٰ كَثِيراً مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَن قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾

(سورۂ مائدہ: ۶۲، ۶۳)

''وہ گناہ اور سرکشی اور حرام مال کھانے میں بہت جلدی کرتے ہیں۔ یقیناً ان کا یہ کام بہت قبیح ہے۔ ان کے مشائخ اور علماء ان کو گناہوں سے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں روکتے؟ واقعی ان (علماء) کا یہ فعل بہت ہی برا ہے''۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''ملا مولویوں اور علماء کی ڈانٹ کیلئے یہ سخت ترین آیت ہے''۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

''لوگو! تم سے پہلے لوگ اسی بناء پر ہلاک کردیئے گئے کہ وہ برائیاں کرتے اور ان کے علماء خاموش دیکھتے رہتے تھے۔ پس بھلائی کا حکم کرو اور برائیوں سے روکتے رہو ورنہ یاد رکھو سب پر اللہ اپنا عذاب نازل کردے گا''۔ [۱]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْلَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَاباً ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ فَلَا يَسْتَجِيْبُ لَكُمْ)) [۲]

---

[۱] تفسیر ابن کثیر ۲/۶۷۔

[۲] صحیح ترمذی: ۱۷۶۲، شرح السنہ بغوی ۱۴/۳۴۵، حدیث: ۴۱۵۴، مسند احمد ۵/۳۸۸۔ صحیح الجامع: ۷۰۷۰

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور نافرمانیوں سے روکنا اور حق کی تبلیغ کرنا اور اگر تم یہ فریضہ چھوڑ دو گے تو ضرور عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ پھر تم دعائیں مانگو گے مگر تمہاری دعائیں کبھی قبول نہیں ہوں گی''۔

اللہ تعالیٰ مومن کی شان میں یوں بیان فرمارہا ہے:

﴿بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنتُم مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (سورۂ ھود: ۸۶)

''اللہ کا دیا ہوا جو کچھ تمہارے پاس بچا ہوا ہے وہی تمہارے لیئے بہتر اور کافی ہے اگر تم سچے مومن ہو''۔

تو دوسروں کے مال پر نظر رکھنے کی ضرورت نہیں۔

مزید فرمان الٰہی ہے:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِن فَضْلِهٖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْماً﴾ (سورۃ النساء: ۳۲)

''اور اس چیز کی حرص نہ کیا کرو جس میں اللہ نے تم کو ایک دوسرے پر فضیلت عطا کی ہے۔ مردوں کو ان کی کمائی ملے گی۔ عورتوں کو ان کی کمائی ملے گی۔ (اگر مانگنا ہی ہو تو) اللہ سے اس کا فضل و کرم مانگو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے''۔

اپنے سسرال والوں سے مانگ کر بھکاری مت بنو اور اپنی خودداری کو نہ بیچو۔

﴿وَلَا تَتَّخِذُوْا آيَاتِ اللّٰهِ هُزُواً﴾ (سورۂ بقرۃ: ۲۳۱)

''اللہ کے احکامات کا مذاق نہ اڑاؤ''۔

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ﴾ (سورۃ النساء: ۱۳)

''یہ اللہ تعالیٰ کی (مقرر کردہ) حدود ہیں''۔

// جہیز جوڑے کی رسم //

﴿وَمَن يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَاراً خَالِداً فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ (سورة النسآء:۱۴)

''اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اُس کی حدوں سے نکل جائے گا اُس کو اللہ دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اُس کو ذلت کا عذاب ہوگا''۔

شادی بیاہ ہو اور وراثت کا معاملہ یہ تمام اللہ کی قائم کردہ حدود ہیں۔

جہیز خور افراد اللہ کی آیات پر غور کریں اور اپنے انجام سے ڈریں۔اللہ کا خوف اختیار کریں اور حرام خوری سے باز آجائیں اور امن وسکون اور پاک معاشرہ قائم ہونے میں مدد کریں۔

لڑکی کے والدین اپنی مرضی سے اپنا مال جہیز جوڑے کیلئے خرچ نہیں کر سکتے۔

سورۂ ہود میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اپنے نبی سے سوال کرتی ہے:

﴿قَالُوْا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَآؤُنَا أَوْ أَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ أَمْوَالِنَا مَا نَشَآءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ﴾

(سوره هود:۸۷)

''انہوں نے کہا کہ اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں یہ سکھاتی ہے کہ جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں ہم ان کو ترک کردیں یا اپنے مال میں جو تصرف کرنا چاہیں تو نہ کریں تم تو بڑے نرم دل اور راست باز ہو''۔

چنانچہ ہم سب کو واقف ہونا چاہیئے کہ مومن خود اپنے مال میں بھی اپنی مرضی سے بیجا تصرف نہیں کرسکتا۔ایسا کرنے والا شیطان کا بھائی ہوگا چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْراً ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا إِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهٖ كَفُوْراً﴾ (سورۂ بنی اسرائیل:۲۶،۲۷)

''اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ۔ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان تو اپنے رب (کی نعمتوں) کا کفران کرنے والا (یعنی نا شکرا) ہے''۔

اللہ کی دی ہوئی نعمت کو اسی کی مرضی کے مطابق خرچ کرنا مؤمن کی نشانی ہے۔

حق کا معاملہ جب اس طرح ہے تو مسلمان حضرات کا اپنے مال سے اپنی بیٹی کے لئے شوہر خریدنے کے لئے خرچ کرنے کا جواز کہاں پیدا ہوتا ہے؟ جبکہ شادی پر یہ جہیز جوڑے کی رسم شریعتِ اسلامیہ کی عین خلاف ورزی ہے۔

اب تک جو قرآن وحدیث سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان پیش کیے گئے ان کو لڑکی والے اور لڑکے والے دونوں طرف کے حضرات اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں اور فوراً اس قبیح رسم ورواج سے باز آجائیں اور اپنی عاقبت خراب کرنے سے بچیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مدنظر رکھتے ہوئے زندگی گزاریں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْئَمَةِo عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ﴾

(سورۃ بلد: ۱۹، ۲۰)

''اور جو لوگ ہمارے احکام کا انکار کریں وہ منحوس وبدنصیب ہیں۔ ان کو آگ میں داخل کرکے نکلنے کی تمام راہیں بند کردی جائیں گی''۔

اعاذنا اللّٰہ وایاکم منھا.

سابقہ صفحات میں ہم قرآن وحدیث سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ لڑکے کے لیے لازمی ہے کہ وہ اپنی محنت سے کمایا ہوا مال ہی لڑکی کو نکاح میں لانے کے لئے بطورِ مہر ادا کرے۔

لیکن عصرِ حاضر کی مروجہ شادیوں میں لڑکی کی طرف سے لڑکے کو ایک خطیر رقم جوڑے کی شکل میں دی جاتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی سراسر خلاف ورزی ہے۔ دین میں یہ ایک سنگین بدعت ہے جو مردود ہے۔

مزید یہ کہ لڑکا اپنی ہونے والی بیوی سے لاکھوں روپئے وصول کر کے اسی میں سے اس کو مہر کے چند ہزار روپئے دیتا ہے جس کو کسی طرح حال مہر تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ثابت ہو چکا ہے جس شادی میں مہر نہ ہو وہ شادی نہیں کہلائی جاسکتی۔ مذکورہ شادی میں لڑکے نے اپنے مال میں سے مہر ادا نہیں کیا لہٰذا مہر مفقود ہونے کی وجہ سے یہ شادی شرعاً فاسد ہوگئی۔

اجنبی لڑکے اور لڑکی کے ازدواجی تعلقات کو حلال کرنے والی چیز ''نکاح'' ہے جب نکاح ہی فاسد ہوجائے تو لڑکا اور لڑکی کے آپسی ازدواجی تعلقات بھی حلال نہ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾

(سورۂ مائدہ: ۲)

''گناہ اور زیادتی کے امور میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو۔ اور (ایسا کرنے سے) اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سخت سزا دینے والا ہے''۔

چنانچہ واضح ہوا کہ جہیز جوڑے کی شادیوں میں کہ جن میں گناہ اور زیادتی ہوتی ہے۔ ہمیں شریک نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر شریک ہوں گے تو گناہ کے کام میں مدد کرنے کے مترادف

ہوگا۔ہم سب کواللہ سے ڈرنا چاہیئے ۔

نبی ﷺ کی حدیث ہے:

((مَنْ رَأى مِنكُمْ مُنكَراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ وَإنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَالِكَ اَضْعَفُ الْإيْمَانِ)) ①

''تم میں سے کوئی اگر کہیں منکر عمل دیکھےتو اس کو ہاتھ سے روکے۔ یہ اگر ناممکن ہوتو زبان سے کہکر روکے۔اگر یہ بھی ناممکن ہوتو دل میں اس کو برا جانے (اور اس سے دور رہے)اور یہ ایمان کا آخری درجہ ہے''۔

اب سمجھ لینا چاہیئے کہ اگرایسی منکر جہیز جوڑے کی شادی میں ہم شرکت کریں گے۔ مبارکباد پیش کریں گے، یا وہاں سے کھانا کھائیں گےتو دل میں آخری درجہ کا ایمان بھی مفقود ہوجائیگا۔یعنی ایمان اوراسلام سے ہاتھ دھوبیٹھیں گے۔

کسی دینی وشرعی عمل کے لیئے قرآن وحدیث سے دلیل چاہیئے رسمِ منگنی ، ہلدی ، بارات ، چوتھی ، جمعہ گی ، ہار پھول ،سہرا ، بینڈ باجا ، جہیز جوڑا ، تلک وغیرہ بالکل عجمی الفاظ ہیں انکا قرآن وحدیث سے ثبوت نہیں ملتالہٰذا یہ تمام بدعات ہیں۔ نبی ﷺ کی حدیث ہے:

((وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَ كُلَّ ضَلالَةٍ فِي النَّارِ)) ②

''اور ہر بدعت گمراہی ہےاور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے''۔

اللّٰهم احفظنا من النار۔

جولوگ اب تک جہیز جوڑے کی رقم لے چکے ہیں اس کوفوراًاللہ سے ڈرکر اپنی آخرت کی فکر کرتے ہوئے واپس کردینا چاہیئے اور لاعلم جاہل عوام کو صحیح دین واسلام کی تبلیغ کرنا چاہیئے اورایسے ظالم رواج کو معاشرے سے دور کرنے کے لئے پوری طرح جدوجہد کرنا چاہیئے ۔

---

① صحیح مسلم،سنن اربعہ،مسند احمد–صحیح الجامع :۶۲۵۰ ۔
② مسلم،نسائی،ابن ماجہ،ابن خزیمہ خطبۃ الحاجۃ ۔

مسائل کا حل اور اس مذموم رسم سے نجاعت کی راہ

صحیح بخاری وابن ماجہ میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً(وعند ابن ماجه):الدَّوَاءَ)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے جب بیماری پیدا کی ہے تو دواوشفاء بھی اسی نے پیدا کی ہے''۔

لہٰذا کوئی مسئلہ ہے تو اس کا حل بھی ضرور ہونا چاہیئے ۔ بیماری جتنی سنگین ہے دوا بھی اتنی ہی تلخ اور قیمتی ہوتی ہے۔ مسئلہ جتنا گہرا ہو حل بھی اتنا ہی مشکل اور صبر آزما ہوتا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے لئے صبر واستقامت اور عزم وتوکل علی اللہ کا سہارا لینا پڑے گا۔ ورنہ ان تمام مصائب وآلام سے نجات ناممکن ہو جائے گی۔

① یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب تک بندہ آزمائش کی سرحد کو نہیں چھو لیتا اس کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈالے جانے کے بعد ہی اس آگ کو حکم ہوا:

﴿يَا نَارُ كُوْنِىْ بَرْداً وَّسَلَاماً عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ﴾ (سورۃ الأنبياء: ٦٩)

''اے آگ! تو ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کے لیئے سلامتی وآرام کی چیز بن جا''۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری چلا دینے کے بعد ہی

﴿قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا﴾ (سورۃ صٓفّات: ١٠٥)

''تم نے خواب کو سچا کر دکھایا''۔

کی شاباشی ملی۔ لہٰذا صبر واستقامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر یقینِ کامل پیدا کر کے ان مسئلوں کا سامنا کریں گے اور کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنے کا عزم کر لیں گے تو

---

[1] صحیح بخاری: ٥٦٧٨، صحیح الجامع: ٥٥٥٨، ٥٥٥٩۔

ان شاء اللہ العزیز ضرور کامیابی سے سرخرو ہو سکتے ہیں۔

زورِ بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے
ٹوٹا نہیں آج تک کوئی قفس فریاد سے

جب تک جسم میں خون صاف نہیں ہوگا بیماری کے لئے دوا کام نہیں کرے گی اسی طرح دل میں ایمان جب تک شرک سے پاک نہیں ہوگا مسائل کے حل کے لئے تدبیریں کام نہیں دے سکتیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ﴾

(سورۃ الانعام: ۸۲)

”جو لوگ ایمان لاکر اپنے ایمان کو شرک سے آلودہ نہیں کرتے ہیں انھیں کے لیئے امن ہے“۔

لہٰذا اس دردناک الم و ضطراب سے نجات پانے کے لئے ہم سب کو ممکنہ حد تک دینی تعلیمات سے آشناء ہونا چاہیئے اور اپنے بچوں کو بھی دینی تعلیمات سے واقف کرانا چاہیئے۔

② اس کے بعد دوسرا کام جو کرنا ہے وہ یہ کہ شادی میں غیر شرعی لین دین ہرگز نہیں کریں گے۔ اگر کوئی لڑکی والوں سے جہیز جوڑے کی بھیک مانگے تو فوراً اس کو بر سر عام لایا جائے۔ ڈوری لینا اور دینا قانوناً بھی جرم ہے۔ اگر کوئی متمول شخص اپنی خوشی سے دولہے کو جوڑے کا پیسہ دے تو اس کے ساتھ بھی ایسی ہی کاروائی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ حرام کام خوشی سے کرنے سے حلال نہیں ہو جاتا جیسے رشوت خوشی سے دینے سے اس کے جرم ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

بستیوں میں یہ بڑے لوگ ہی اپنے پیسوں کے گھمنڈ میں آکر اللہ اور رسول ﷺ کو بھول کر اپنی حرام کمائی کو حرام کام میں خرچ کر کے شان جتاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَابِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا﴾

(سورۃ الانعام: ۱۲۳)

"اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے بڑوں کو مجرم بنایا تاکہ وہاں مکروفریب کریں"۔

یہ خوشی سے رشوت دینے والے مالدار لوگ ہی بہت خطرناک ہوتے ہیں جو معاشرہ میں ایسے مذموم رواج کو ہوا دیتے ہیں اور اس کو مثال بنا کر غریبوں کو بھی تنگ کرتے ہیں۔

شادی اور "نماز کا مسئلہ"

مملکت سعودی عرب کے مشہور و معروف مفتی سماحۃ الشیخ علاّمہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے قرآن و حدیث کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"اگر شوہر نمازی ہے اور بیوی بے نمازی ہو تو شوہر کو چاہیئے کہ اس بیوی سے الگ تھلگ رہ کر اسے نماز کی اہمیت پر پند و نصیحت سے نوازے اور جنت و جہنم، ثواب و عقاب کا خوف دلائے۔ اگر اس کی بیوی ترکِ صلوٰۃ سے تائب ہو کر نمازی بن جائے تو اس شوہر کو چاہیئے کہ ایک ولی اور دو گواہوں کے ذریعے اس کے ساتھ تجدید نکاح کرے۔ کیوں کہ ترکِ صلوٰۃ کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق کفر لازم آجاتا ہے اور شوہر نمازی مومن اور بیوی بے نمازی کافرہ ہونے کی وجہ سے نکاح فسخ ہو چکا ہے۔ اگر بیوی اپنے رویہ پر مصر رہے تو شوہر کو چاہیئے کہ اپنی نافرمان بیوی سے مفارقت اختیار کرلے"۔ [1]

اسی طرح ایک دوسرے سعودی مفتی فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمینؒ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

---

[1] بحوالہ ترجمان دہلی ۹۵/۸/۴۔

"بے نمازی مرد کے ساتھ نمازی لڑکی کی شادی جائز نہیں۔ اگر شادی ہوگئی اور وہ نماز نہیں پڑھتا ہے تو نکاح باطل ہے۔ اس نمازی لڑکی کے لیئے وہ بے نمازی مرد حلال نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ مہاجر عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۃ (الممتحنہ) میں فرماتا ہے:

﴿فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ﴾ (سورۃ الممتحنه: ۱۰)

"سو اگر تم کو معلوم ہو جائے کہ وہ مومنہ ہیں تو ان کو ان کفار کے پاس نہ بھیجو (کیوں) کہ یہ مومنہ عورتیں ان کفار کے لیئے حلال نہیں اور نہ وہ کفار مردان مومنہ عورتوں کے لئے حلال ہیں"۔

اگر کوئی شادی کے بعد نماز چھوڑ دے گا تو اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا اور بیوی اس کے لیئے حرام ہو جائے گی۔ [1]

اس لیئے ہر مومن مسلمان کو چاہئے کہ اپنے بیٹے کو نمازی بنائے اور اس کے لیئے نمازی لڑکی کی تلاش کرے۔ مالدار لڑکیوں کی تلاش میں پھرنا چھوڑ دے جو اس کے بیٹے کو شوہر بنانے کے لیئے اچھی قیمت (جوڑے کے روپ میں) ادا کر سکے۔ ذرا سا بھی غور و فکر کرنے سے واضح ہوگا کہ اگر کوئی لڑکی والوں سے لاکھوں روپیہ بطور جوڑے کی رقم حاصل کر لیگا تو کیا وہ نوشاہ اپنی دلہن سے یہ پوچھنے کی جرأت کر سکے گا کہ تو نماز کیوں نہیں پڑھتی؟ چونکہ لڑکی کا مال ناجائز طور پر ہڑپ کر کے وہ اس لڑکی کا احسان مند بن جائے گا لہٰذا اس کی کوتاہیوں اور نافرمانیوں کو نظر انداز کرنا پڑیگا۔ اگر وہ عورت بے نمازی ہے تو اس کے ساتھ نکاح فسخ ہونے کے بعد بھی اس کے ساتھ ناجائز ازدواجی زندگی گزارنا پڑے گا۔ کیا مسلمان حضرات غور فرمائیں گے کہ ایک گناہ کتنے گناہوں کے جراثیم پیدا کرتا ہے۔ کیا اب بھی ایسی فاش غلطی کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ باری تعالیٰ کا فرمان ہے:

[1] بحوالہ ماہ نامہ البلاغ، ممبئی، جولائی ۱۹۹۲ء۔

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (سورۂ روم : ۳۱)

''نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ بنو''۔

اس آیت کی رو سے تارک الصلوٰۃ مشرک ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مشرک کو معاف نہ کرنے کا اعلان کیا ہے چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَالِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

(سورۃ النسآء: ۴۸، ۱۱۶)

''اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا دوسرے گناہ جس کو چاہے معاف کر دے''۔

مومن مسلمانوں میں کتنے ایسے ہیں جو بے نمازی کو مشرک سمجھتے ہوں اور اپنی اولاد کو ایسے مشرکین سے رشتہ و نکاح کرنے سے پرہیز کرتے ہوں؟

اب کہنے والوں کے لیئے بات یہ رہ جاتی ہے کہ اگر ہم اس طرح خود کو پابندیوں میں جکڑ لیں گے تو اچھے اچھے رشتے ٹھکرا دیں گے۔ رشوت یا خریداری سے دولہوں کا انتظام نہیں کریں گے تو ہماری لڑکیوں کا کیا حشر ہوگا؟ ان کے ہاتھ کیسے پیلے ہوں گے؟ جن کے پاس چار چار، پانچ پانچ لڑکیاں ہوں تو وہ کیا کریں؟ لڑکیوں کو بن بیاہی کب تک گھر میں رکھ سکتے ہیں؟ وغیرہ۔

برادرانِ ملت جب عیدالاضحیٰ آتی ہے تو واعظین وخطباء اپنی تقاریر وخطبات میں حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی قربانیوں اور آزمائشوں کا ذکر کرتے ہوئے اور سننے والے سنتے ہوئے تھکتے نہیں۔ آپ کا آگ میں ڈالا جانا، حضرت ہاجرہ وحضرت اسماعیل علیہما السلام کو بے آب وگیاہ، لق ودق صحرا میں تنہا چھوڑ کر واپس ہو جانا۔ نمرود کے سامنے حق کو پیش کرنا۔ اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنے کی مکمل کوشش کرنا وغیرہ بڑے سوز ودرد کے ساتھ سنتے ہیں، دو چار قطرے آنسو بھی ٹپکا لیتے ہیں۔ کیا سنتِ ابراہیمی کا حق ادا ہو گیا؟ کیا آپ علیہ السلام کا قصہ صرف

سننے اور سنانے ہی کے لیئے ہے؟ کیا آج مسلمانوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات سے کچھ بھی سبق نہیں ملتا؟ عمل کے لیئے ان واقعات میں کیا کوئی خاک کہ نہیں مل رہا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوگا کہ اس کے خلیل علیہ السلام کو سال میں ایک مرتبہ یاد کرلیا جائے اور پھر اس طرح بھول جائیں کہ جس طرح دو سال کا بچہ چاکلیٹ کھا کر بھول جاتا ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

ے

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

اس عظیم الشان پیغمبر کے واقعہ میں نہ صرف عبرت ہے بلکہ مسلمانوں کے لیئے کامیابی کے تمام راز چھپے ہوئے ہیں، صرف مسلمانوں کے لیئے ہی نہیں بلکہ تمام انسانیت کے لیئے ہر درد کی دوا موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ......﴾

(سورۂ ممتحنة: ۴)

"(مسلمانو!) ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کے طریقے) میں تمہارے لیئے بہترین نمونہ ہے"۔

مگر کلام اللہ میں تدبر و تفکر یعنی غور و فکر شرط ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے ولاڈلے بیٹے کو جو بڑھاپے کا سہارا، بڑی منتوں مرادوں سے پیدا ہونے والا اور خاندان کا چشم و چراغ تھا قربان کر دیا یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عین چھری کے نیچے سے اپنے بندہ کو بچا لیا۔

اپنی اولاد کی قربانی کی رسم تو مشرکین مکہ کے پاس بھی تھی۔ وہ بھی منت مانتے تھے کہ اگر ان کو دس بارہ بیٹے ہو جائیں (لڑکیاں نہیں) تو ایک بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے بھی اس طرح کی منت مانی تھی۔ لیکن کیا بات ہے کہ

॥جہیز جوڑے کی رسم॥

اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنی اولاد کی قربانی اتنی پسند آئی کہ رہتی دنیا تک اس کو یادگار بنادیا وہ اس لیئے کہ آپ کا ایک ہی بیٹا تھا، وہ بھی بڑھاپے کا سہارا چہیتا اور پیارا اس کو اللہ کی راہ میں قربان کردیا۔ اللہ تعالیٰ چوتھے پارہ کی پہلی آیت میں فرماتا ہے:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (سورۃ آل عمران: ۹۲)

"تم ہرگز نیکی کا درجہ حاصل نہیں کرسکتے جب تک کہ اس چیز میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو جس سے تم کو بڑی محبت اور پیار ہے"۔

اس آیت کو سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سب سے قیمتی باغ جو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھا جس میں نبیٔ اکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی کبھی تشریف لے جایا کرتے تھے اللہ کی راہ میں قربان کردیا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی اس قربانی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے تھے۔

برادرانِ اسلام! اپنے مقصد پر سختی سے قائم رہنے اور بدعت سے بچنے کی وجہ سے اگر اپنی بیٹیوں کیلیئے رشتے نہیں مل رہے ہیں تو مسلمان موحد والدین کو اللہ پر توکل کے ساتھ صبر کرنا چاہیئے۔ جلد بازی میں غلط جگہوں پر رشتے نہیں کرنے چاہئیں۔ سنت کے مطابق رشتے آنے تک صبر کرنا چاہیئے۔ اس وقت تک صبر کرنا ہے جب تک اپنا نیک مقصد پورا نہ ہوجائے۔ ایسا کرنے سے اگر بچیوں کی جوانیاں ڈھل جاتی ہیں تو اس کی ہرگز پرواہ نہ کرنا چاہیئے۔ مسلمان قوم کی موحد بیٹیوں کو بھی اس جدوجہد میں اپنے والدین کا ساتھ دینا چاہیئے۔ بہ تقاضائے وقت ایسا کرنا ہی قربانی ہے۔ دل میں ہرگز یہ وسوسہ پیدا نہ ہو کہ اس طرح لڑکیوں کی جوانی برباد کرنا بھی کوئی قربانی ہے؟ اللہ کے دین کو قائم کرنے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرنے بدعات اور ظالمانہ رسوم سے اپنے دامن کو پاک کرنے اور ایک بہترین اسلامی معاشرہ قائم کرنے کیلیئے اگر ایسا کریں گے تو یہ زبردست قربانی ہوگی ان شاء اللہ۔ کیا اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسی قربانی مقبول نہیں ہوسکتی؟

کیا اللہ تعالیٰ میدانِ محشر میں یہ سوال کرے گا: اے فلاں! تو نے اپنی بیٹی کی شادی کیلئے جب میرے رسول ﷺ کی سنت کے مطابق رشتہ نہ ملا تو ایک بدعتی مشرک زر پرست سے جو میرا اور میرے رسول ﷺ کا دشمن ہے۔ کیوں رشتہ نہیں کرلیا؟ اس ذات پاک سے ایسی توقع نہیں کر سکتے اس رب العلمین سے یہی امید رکھنا کہ وہ اس قربانی کو ''اے میرے بندو! تم نے جو کچھ کیا میری خوشنودی کیلئے کیا'' کہہ کر قبول فرمائے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا۔ ؎

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے
یہ بندہ دوعالم سے خفا میرے لئے تھا

یہ ایسی قربانی ہے جس پر آج تک توجہ نہیں دی گئی۔ ہر فرد کے لئے اپنی اولاد پیاری ہوتی ہے اور اس کی دلی تمنا و آرزو ہوتی ہے کہ اس کی اولاد ازدواجی زندگی میں خوشی سے پھلے اور پھولے اور اگر مسئلہ حل کرنا ہے اور بدعات اور رسم ورواج سے پاک معاشرہ تعمیر کرنا ہے تو ایسی پیاری اولاد کی پیاری جوانی کو قربان کرنا پڑے گا۔

تجربہ سے ظاہر ہے کہ صرف وعظ نصیحتوں سے تقاریر خطبوں سے یہ معاملہ ہرگز حل نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح مسلمان قوم کی موحد بیٹیوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے باپ کی رضا معلوم کر کے کہنے لگیں:

﴿يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ﴾

(الصّٰفّٰت: ۱۰۲)

''اے میرے باپ! اللہ کا جو حکم ہے کر گزریئے آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنیوالوں میں سے پائیں گے''۔

ان کو اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ اللہ کی رضا کیلئے باپ سے کس طرح تعاون کرنا اور کس طرح اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں قربان ہو جانے دینا ہے اگر یہ موحد مسلمان بیٹیاں اس پر غور کریں گی اور خود بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے طریقہ پر عمل کر کے جان کی جگہ اپنی

جوانی کو قربان کر دینے کا تہیہ اور عزم مصمم کر لیں گی تو قوی امید کی جا سکتی ہے کہ ان شاء اللہ ان کے عزم و استقلال سے ٹکرا کر باطل کی چٹانیں پاش پاش ہو جائیں گی۔

ایک نبی کا پیارا بیٹا اللہ کی رضا کیلئے اپنی جان قربان کر دیتا ہے تو کیا آج مسلم قوم کی لڑکیاں اپنے پیارے نبی ﷺ کی سنت کو زندہ کرنے کیلئے ڈوری، کٹنم اور جوڑے کی رقم کے بوجھ سے سسکتے ہوئے اپنے والدین کے آنسو پونچھنے کیلئے اپنے گھروں کو لوٹنے والے اللہ ورسول ﷺ کے دشمنوں کو شرمناک شکست سے دوچار کر کے نابود کرنے کیلئے، اپنی جوانی کی اور زندگیوں کی قربانی نہیں دے سکتیں؟ اور اللہ کیلئے کیا یہ عزم نہیں کر سکتیں کہ ہم جوان ہی رہ جائیں گی، بن بیاہی مر جائیں گی مگر خلافِ سنت مشرکین سے شادی نہیں کریں گی اور جوڑے کا پیسہ دے کر اپنے لیئے شوہر نہیں خریدیں گی۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق:

﴿إِن تَنصُرُوا اللّٰهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ (سورۂ محمد:۷)

''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا''۔

اس ناگزیر قربانی کا مقصد، اس طرح رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ کرنا، جنت حاصل کرنا اور دوزخ سے بچنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾

(سورۂ آل عمران:۱۸۵)

''جو دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا جائیگا یہی سب سے بڑی کامیابی ہے''۔

صحیح بخاری، مسند احمد، مستدرک حاکم اور معجم طبرانی کبیر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى قِيلَ وَمَنْ يَّأْبٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبٰى)) [1]

[1] صحیح الجامع:۴۵۱۳، فتح الباری:۱۳/۲۵۴، مجمع الزوائد ۱۰/۷۰۔

”میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے سرکشی کی۔ کسی نے پوچھا: کون ہے جس نے سرکشی کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا۔ جس نے میری نافرمانی کی وہ سرکش (جہنم میں داخل) ہوا“۔

دولت کو جمع کرنا اور اس کو حج وزکوٰۃ اور خیر خیرات میں لگانے کے بجائے اس کا بیجا صرف کرنا۔ شادی بیاہ میں ڈوری، کنٹم، جہیز جوڑا کے رسم ورواج میں لٹانا اور اس میں ندامت کی بجائے شان وشوکت جتانا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سرکشی نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا اس فعلِ شنیع کے عامل ہوجانے کے بعد بھی جنت کی توقع باقی رہ جاتی ہیں؟ کاش کہ ہمارے مسلمان حضرات غور کرتے اور عقل کے ناخن لیتے اور قربانی کے لیئے تیار ہوجاتے۔

ایک اور حدیث میں حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ،اَلصَّابِرُ فِیْهِمْ عَلٰی دِیْنِهِ کَالْقَابِضِ عَلَی الْجَمْرِ)) [1]

”لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ اس (برائی کے) زمانے میں میرے دین اور میری سنت کو تھامنے والا ہاتھ میں، انگارے پکڑنے والے کی مانند ہوگا“۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق آج وہ زمانہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ آپ کی سنت پر عمل کرنا گویا ہاتھ میں انگارے لینا ہے۔ اگر آج کوئی مسلمان بدعتوں سے بچکر سنت پر عمل کرنا چاہے اور شادی بیاہ ان مذموم رسم ورواج سے بچکر سنت کے مطابق کرنا چاہیئے اور جہیز جوڑے کی رقم سے اپنے ہاتھوں کو پاک صاف رکھنا چاہے تو وہ شخص معاشرے سے کٹ کر رہ جاتا ہے۔ وہ سب کے ساتھ مل جل کر جینے کے قابل نہیں رہتا۔ بھری دنیا میں وہ خود کو اکیلا اور تنہا محسوس کرے گا۔ ایسے کٹھن وقت میں جو مضبوط ارادہ کے ساتھ سنت کی رسی کو مضبوطی سے تھام

---

[1] ترمذی ۵۲۶/۴ حدیث: ۲۲۶۰، ابن حبان، حدیث: ۱۸۵۰ واحمد و ابن عساکر فی تاریخ دمشق نحوہ۔ الصحیحہ: ۶۸۲/۲، حدیث: ۹۵۷۔

لیگا اور اپنی بیٹی کے جوان مرجانے پر راضی ہو جائے گا مگر خلافِ سنت رشوت دیکر داماد کو خرید نے سے بچے گا تو ان شاء اللہ العزیز وہی اس حدیث کا صحیح مصداق ہوگا۔

سبحان اللہ! کتنا خوش نصیب ہوگا وہ شخص جس کو یہ انعام ملے گا۔ یہ جاننے کے باوجود کیا کوئی مسلمان اللہ کے یہاں ایسا بلند مرتبہ پانے کے لیئے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ نہیں کرنا چاہے گا؟ کیا غلط اور حرام طریقہ سے اپنا مال خرچ کرنا نہیں چھوڑے گا؟ کیا اپنی اولاد کے لئے سنت کے مطابق رشتہ نہیں کریگا؟ کیا اپنا مال زکوٰۃ و حج جیسے اللہ کو خوش کرنے کے کام میں نہیں لگائے گا؟

اگر کوئی یہ شکایت کرے کہ ایسے معاشرے میں جس میں خلافِ سنت عمل کرنے والوں کی بہتات ہے کوئی ایک دو افراد کے لئے یہ کیسے ممکن ہو سکے گا کہ وہ سنت کی رسی کو مضبوطی سے تھام سکیں؟ بھئی! جنت میں داخلہ اتنا آسان نہیں، اس کے لیئے لوہے کے چنے چبانا پڑے گا۔ اسلام اعمالِ صالحہ کے ساتھ بہت ایثار و قربانیوں کا بھی تقاضا کرتا ہے۔ ایک کامل مسلمان کے لیئے روزہ و نماز ادا کر لینے سے ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی۔

کیا ہمیں رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اللہ کی راہ میں قربانیاں اور دین اسلام کی سر بلندی کی خاطر بے مثال و بے شمار جد و جہد و محنتیں نظر نہیں آتیں۔ ہم نے تو صرف ایسی سنتوں کو ہی اپنایا ہے جن میں ایثار و قربانی کا کوئی پہلو نہ ہو جیسا کہ میٹھا کھانا خوشبو لگانا وغیرہ۔ دعوتِ توحید میں ''طائف کے پتھر'' کھانا، بھوک پیاس میں پیٹ میں پتھر باندھ کر خندق کھودنا، اپنے وطن عزیز کو چھوڑ کر دیارِ غیر میں جا کر دین اسلام کی خاطر فی سبیل اللہ جان و مال سے جہاد کرنا، میدان کارزار میں خاک و خون میں لت پت ہونا، الغرض تلخ اور نا گوار حالات سے دو چار ہونا ہم مسلمانوں کی نظروں میں کوئی قابلِ عمل سنت ہی نہیں۔؟

اس قسم کے تمام جان جوکھم واقعات ہمارے لیئے صرف اس لیئے تو نہیں ہیں کہ ایک عظیم الشان جلسۂ عام منعقد کر کے اسٹیج پر مائک پکڑ کر دھواں دار تقریر اس طرح کریں کہ

سامعین کو یہ تاثر ملے گویا کہ مقرر خود بہ نفس ونفیس ان خونچکاں معرکوں میں شریک تھے۔

سلف صالحین کو جنت میں جانے کے لئے اپنی جان ومال، وطن اور بیوی بچوں کی قربانی دینی پڑی اور ہم مسلمانوں کے لئے ہلکی پھلکی ''میٹھی میٹھی'' سنتوں پر عمل کرلینا ہی گویا جنت میں داخلہ کا ضامن بن گیا ہے۔ان کے لئے جنت اتنی مہنگی اور ہمارے لئے جنت اتنی سستی۔اگر جنت اتنی سستی ہوتی تو ہمارے اسلاف کو جان ومال، اہل وعیال اور ملک ووطن سے ہاتھ دھونے کی کیا ضرورت تھی!

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُّتْرَكُوْا أَنْ يَّقُوْلُوْا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ﴾

(سورۃ العنکبوت: ۲)

''کیا لوگ سمجھ بیٹھے ہیں کہ صرف یہ کہنے پر کہ ہم لوگ ایمان لائے ہیں چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کو آزمائش میں مبتلا نہیں کیا جائیگا''؟

مسلمانوں کا خود کو صرف مسلمان کہہ لینا ہی کافی نہیں ہوگا ان کو اللہ کی آزمائشوں سے گزرنا ہوگا اور ثابت قدم رہ کر یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ہم پکے موحد مسلمان ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ (سورۃ العنکبوت: ۳)

''اور تحقیق ہم نے اس سے پہلے کے لوگوں کو آزمایا ہے''۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کیا ہم بعد والوں کو بغیر آزمائش کے چھوڑ دیں گے؟ آیت کے باقی حصے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِيْنَ﴾

(سورۃ العنکبوت: ۳)

''اللہ ضرور معلوم کر کے رہے گا کہ کون صداقت پر ہے اور کون جھوٹے ہیں''۔

چنانچہ واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ یہ ضرور معلوم کر کے رہے گا کہ کون مسلمان ہونے میں سچا

ہےاورکون مسلمانی کی آڑ میں دنیا کودھوکا دے رہا ہے۔

خیرالقرون میں سب سے بڑی آزمائش جوآئی تھی وہ ہجرت کی آزمائش تھی۔اللہ کے دین کی سربلندی اوراسلام کی سرخروئی کی خاطر رسول اللہ ﷺ اورآپ کے اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم کو اپناوطن عزیز چھوڑنا پڑا، وطن کے ساتھ ساتھ کسی نے ماں باپ اورکنبہ قبیلے کوچھوڑا، کسی نے بیوی بچوں کو چھوڑا، کسی نے مال و دولت اورشان وشوکت سے ہاتھ دھوئے۔حتیٰ کہ دنیا کی کوئی ایسی چیزنہیں (جوانسان کومرغوب ہو) جس کوکسی نہ کسی صحابی نے کسی نہ کسی شکل میں قربان نہ کردیا ہو۔ دیکھیے،حکمت وعظمت والی کتاب کواورتدبر کیجیے۔اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (سورۃ النسآء:۹۷)

”جولوگ اپنی جانوں پرظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں توان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز وناتواں تھے۔فرشتے کہتے ہیں کہ کیا اللہ کا ملک فراخ نہیں تھا کہ تم اس میں ہجرت کرجاتے؟ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہےاوروہ بُری جگہ ہے۔“

خلاصہ مطلب یہ ہے جولوگ غلط اور گندے معاشرے میں زندگی بسر کرتے رہیں گے وہ قرآن شریف وسنت پرعمل نہ کرسکے ہوں گے جب مرنے کے وقت کوپہنچیں گے موت کے فرشتے ان سے سوال کریں گے: تم لوگ دنیامیں کس حال میں تھے؟ یعنی کیوں تم سے قرآن وسنت پرعمل کرناممکن نہ ہوسکا؟ تو وہ لوگ کہیں گے: ہم دنیامیں بے بس تھےاورکمزور تھے۔یعنی ہم ایسے مقام ومحلّہ میں بسے ہوئے تھے جہاں شرک وبدعت کی فراوانی تھی۔چنانچہ ہماری کوئی نہیں سنتا تھااورنہ ہم کوسنت پرعمل پیراہونے دیتا تھا۔یہ سن کرفرشتے کہیں گے: کیااللہ کی زمین وسیع وفراخ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرکے کہیں چلے جاتے؟ اورایسا معاشرہ تلاش کرتے جہاں

رہ کر تمہارے لیئے قرآن وسنت پر عمل کرنا آسان ہوتا، شرک وبدعت سے بچ کر آخرت کا کمانا ممکن ہوتا۔ تم لوگ ایسا نہ کر سکے اب تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ یہ بہت بری جگہ ہے جہاں انہیں اس لیئے رہنا پڑیگا کہ ان لوگوں نے دنیا میں اللہ کی خوشنودی کے مقابلے میں دنیوی عیش ورآرام کو ترجیح دی اور ہجرت جیسی سنت کو عملی جامہ پہنانا گوارا نہ کیا۔ غور کرنا چاہیئے کہ اس آیت میں ہجرت نہ کرنے والوں کو ظالم کہا گیا ہے۔ اب ان حضرات کو سوچنا چاہیئے جو ایسے معاشرے میں پھل پھول رہے ہیں جہاں مشرکوں، بدعتیوں کی بہتات ہے۔ جہیز خور، رشوت خور، ڈوری خور ظالموں کی بھرمار ہے۔ رہنے بسنے پر ہی اکتفا نہ کیا ان سے لین دین، شادی بیاہ جیسے رشتوں سے منسلک ہوگئے اور خود کو مجبور ولاچار سمجھ بیٹھے ہیں اور ہجرت جیسی سنت کو پس پشت ڈالکر بھول گئے ہیں اور ﴿فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ﴾ ''پس ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے''۔ کا مصداق ہوگئے ہیں۔ اعاذ نا اللہ وایاکم۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِراً إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ﴾ (سورۃ النسآء:۱۰۰)

''جس نے اللہ اس کے رسول کی طرف اپنے گھر کو چھوڑ کر ہجرت کی پھر اسے (راستہ میں) موت آگئی تو اس کا اجر وثواب اللہ کے ذمہ واجب ٹھہرا''۔

یعنی راستے میں منزل پر پہنچنے سے پہلے بھی اگر مہاجر مرجائے گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے اجر وثواب میں کمی نہیں کرے گا۔ دنیا تو چند روز کی، دھوکے کی زندگی ہے۔ یہ زندگی اچھے میں بھی کٹ جائے گی اور برے میں بھی۔ پھر کیوں نہ اس اجڑنے والی دنیاوی زندگی کو اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے، جہاد کر کے گزار دے؟ اور اپنی آخرت کو جو ابدی زندگی ہے اسے مضبوط اور پائیدار نہ بنا لے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

// جہیز جوڑے کی رسم //

﴿وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ (سورۂ حشر:۱۸)

”ہر متنفس دیکھ لے کہ اس نے کل (قیامت) کے لیئے کیا کچھ آگے بھیجا ہے“۔

اگر کچھ مرتبہ چاہیئے مٹادے اپنی ہستی کو
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے
(اقبالؔ)

اللہ کے دین کو قائم کرنے اور سنتِ رسول ﷺ کو زندہ کرنے کے لیئے اس طرح اگر ایک نسل اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں قربان کر دے گی تو اس کے فوائد اِن شاء اللہ حسبِ ذیل ہوں گے:

① اگر عورتیں اس طرح احتجاج کر کے اپنے آپ کو ایسے لوگوں کے حوالے نہ کریں گی تو معاشرہ میں زر پرست حریص لوگوں کو اپنا اُلّو سیدھا کرنے کا کوئی موقع نہیں ملے گا۔ اس طرح وہ سنبھل کر سیدھی راہ پر آجائیں گے۔

② آنے والی نسل ان جہیز جوڑے جیسی لعنتوں سے پاک ہوگی اور اپنے پیشرؤوں کو دعائیں دیں گی۔

③ یہ ایک ثواب جاریہ ہو جائیگا جو قبر میں جانے کے بعد بھی کام آئے گا۔

④ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بات بھی بعید نہیں کہ وہ آج کی نسل کی قربانیوں کے عوض ان تمام نعمتوں کا انعام جو آنے والوں پر ہوگا۔ اِس نسل کے قدم بھی چوم لے۔ اس رب العلمین کی غیبی نصرت بھی آجائے۔ زر پرستوں اور جہیز خوروں سے معاشرہ کو نجات مل جائے سنت کے مطابق جہیز جوڑے سے پاک بہترین رشتے پیدا ہو جائیں۔ اِن شاء اللہ العزیز.

// جہیز جوڑے کی رسم //

جہیز، ڈوری یا جوڑے کے پیسے کی مذمت اور اس کے سد باب کی تمام حجتیں پوری ہوگئیں، تقریریں ہوئیں، نصیحتیں ہوئیں، قرآن وحدیث کے تمام دلائل وواسطے دیئے جاچکے، قراردادیں منظور ہوئیں۔ قانون بنائے گئے۔ ازروئے شریعت ہی نہیں بلکہ حکومت کی طرف سے بھی اس فعلِ شنیع کو سنگین جرم قرار دیا گیا۔ مسلم ہی نہیں بلکہ غیر مسلم نے بھی اس غیر منصفانہ اور ظالمانہ رواج کے خلاف آواز اٹھائی۔ الغرض تمام کوششیں اور کاوشیں اس عمل کی روک تھام کیلیئے کردی گئیں۔ اب ایک ہی راستہ رہ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾ (سورۂ تکویر: ۸،۹)

''اس زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ (اے لڑکی!) تو کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی؟''۔

روزِ محشر میں اللہ تعالیٰ یہ دردناک سوال اس لیئے کرے گا تاکہ اس سنگین جرم میں ملوث مجرموں کو بھرپور سزا دے۔

اگر آج کی مسلمان لڑکیاں اللہ کی راہ میں بدعت وضلالت سے بچنے کے لیئے شادی کی غیر اسلامی وغیروشرعی رسومات سے نجات کے لیئے اور معاشرے میں جہیز خوروں کے سدباب کے لیئے اپنی جوانی قربان کریں گی، بن بیاہی رہ جائیں گی اور ایسے لوگوں کے حوالے خود کو کرنے سے پرہیز کریں گی اور اگر اسی حالت میں موت کے آغوش میں چلی جائیں گی تو عین ممکن ہے کہ ان معصوم ومظلوم لڑکیوں سے بھی اِن شاء اللہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ یہی سوال کرے کہ اے میری بندیو! کس جرم کی پاداش میں تمہاری جوانیاں بن بیاہی ختم ہوگئیں؟ تمہاری شادیاں ہونے سے کس نے روکا؟ کون تھے وہ ظالم جنھوں نے تم کو کنواری مرنے پر مجبور کیا؟ آج میں تم کو اس صبر کا اجر دوں گا جس صبر کے ساتھ تم لوگوں نے میرے رسول ﷺ

کی سنت کو بدعت میں بدل جانے سے بچایا اور میری خوشنودی کی خاطر اپنی زندگی بن بیاہے ختم کردی، مگر غیر شرعی رسوم کے ساتھ شادیاں کرنے سے خود کو روک کر رکھا۔ آج جنت کے بالاخانوں میں تم کو رکھوں گا اور تمہارے پسندیدہ جنت کے نوجوانوں سے تمہار بیاہ کروں گا۔ اے میرے فرشتو! پکڑو ان جہیز خوروں اور جوڑے کی رقم کھانے والے زر پرستوں کو، ان کو آج میں ایسی سزادوں گا کہ دیکھنے والے دیکھتے رہ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ إِلٰى سَوَاءِ الْجَحِيْمِ o ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَأْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ o ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ﴾ (سورۃ دخان: ۴۷-۴۹)

”(حکم دیا جائے گا کہ) اس کو پکڑ لو اور کھینچتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لے جاؤ۔ پھر اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دو (کہ عذاب پر) عذاب (ہو)۔ (اب) مزا چکھ، تو بڑی عزت والا (اور) سردار ہے۔“

سورہ الصّٰفّٰت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پڑھیے:

﴿إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَآلِّيْنَ o فَهُمْ عَلٰى آثَارِهِمْ يُهْرَعُوْنَ﴾ (سورۃ صٰفّٰت: ۶۹، ۷۰)

”انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ ہی پایا۔ سو وہ انہی کے پیچھے دوڑے چلے جاتے ہیں۔“

اگر آپ خود کو اس رسم میں ملوث ہونے سے بچاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے نصرت چاہتے رہیں گے تو اِن شاء اللہ وہ دن جلد ہی آئے گا جس میں کوئی مؤحد مسلمان مشرکین ومبتدعین میں رشتہ نہیں ڈھونڈے گا اور اپنے بیٹے کو چند کوڑیوں کے عوض اپنی بہو کے ہاتھ فروخت نہیں کرے گا۔ لڑکی والوں سے اپنے بیٹے کے لئے جہیز جوڑے کی بھیک نہیں مانگے گا۔ بلکہ مہر دیکر لڑکی کو لائے گا اور اس سماج پر لڑکی کبھی بوجھ نہیں بنے گی۔

برادرانِ اسلام! عزمِ مصمم، یقینِ کامل اور توکّل علیٰ اللہ کے ساتھ اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت واتباع کی جائے، بدعت کو سنت میں تبدیل کرنے اور ظلمت کو نور سے بدلنے کی کوشش کریں گے تو اِن شاءاللہ یہ ناممکن ہے کہ مسلمان ناکام ہوں۔

قارئین کرام سے گذارش

شادیوں میں جہیز جوڑے کی مذمت میں بہت مضامین لکھے جاچکے ہیں۔مگر سب نقارخانہ میں طوطی کی آواز بن کررہ گئے۔اس مذموم رواج کو ختم کرنے کے لئے جتنے خواب دیکھے گئے ان کے شرمندۂ تعبیر ہونے کی موہوم سی امید بھی نظر نہیں آرہی۔

طلبِ جہیز جوڑے کی رسم نے مسلم معاشرے کو اندر سے کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے۔ کمزور ایمان والوں کے ایمان متزلزل ہورہے ہیں۔لڑکیاں سماج پر بوجھ بنتی جارہی ہیں۔اپنے ہونے والے شوہروں کے ناجائز مطالبات پورا کرنے کے لیئے اکثر لڑکیوں کو خود نوکریاں کرنے کے لیئے گھروں سے باہر نکلنا پڑتا ہے۔اس طرح بے حیائی کے دروازے کھلتے جارہے ہیں۔ پردے کا رواج ختم ہورہا ہے۔شرم وحیاء مٹتی جارہی ہے۔اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانیاں ہورہی ہیں۔ پیارے نبی ﷺ کی سنتیں پامال ہورہی ہیں۔شادیوں میں ان بے جا اخراجات کی بناء پر اسلام کے اہم ارکان زکوٰۃ وحج کی اہمیت ختم ہوگئی ہے۔ان تمام دینی وایمانی بگاڑ اور معاشرتی وسماجی زلزلوں کے باوجود ہمارے علماء کرام،دینی رہنما و ملی رہبران، مصلحین وپیشوایان کا اس فعلِ شنیع کی مذمت میں چند تقریریں کر لینے اور دینی پرچوں میں چند مقالے لکھ دینے کو کافی سمجھ کر بیٹھ جانا کہاں تک درست ہے؟ کب انھیں فرصت ملے گی کہ یہ دردمندی کے ساتھ ملت کے رستے ہوئے اس ناسور کا مداوا کر سکیں گے۔

مسلم پرسنل لاء اور تحفظِ شریعت جیسے خوبصورت ناموں کے تحت کتنے ہی جلسے جلوس

کررہے ہیں۔ کیا کبھی ان اکابرینِ امت نے اس رسمکے خلاف اوراس کی مذمت میں ایک معمولی قراردادمنظور کی؟ چہ جائے کہ سدباب کے لئے کوئی ٹھوس قدم اٹھائیں؟ وہ ٹھوس قدم جس سے اس فتنہ کا خاتمہ کیا جاسکے۔

قرآن وحدیث سے یہ بات واضح ہے کہ دین کا کوئی عمل بشمول شادی بیاہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس وقت تک قابلِ قبول نہیں ہوسکتا جب تک اس میں اخلاص کے بعد طریقہ وسنتِ رسول ﷺ نہ ہو۔ چنانچہ ایسی شادیاں جو سنت (مہر دینے) کی خلاف ورزی میں (جہیز جوڑے کی رقم لیکر) کی گئی ہوں اُن کے فاسد اور باطل ہونے میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں۔

جس طرح قادیانیت کے فتنہ پر کفر کا فتویٰ لگانے کے لیئے ملت کے تمام طبقے اور فرقے اور علماء کرام متفق ومتحد ہوگئے تھے۔ اسی طرح جہیز جوڑے کے فتنہ کے سدباب کے لیئے بھی متفق ہوجانا چاہیئے جب کہ اس عظیم فتنہ کی آگ میں سبھی شعبوں اور فرقوں کے افراد یکساں طور پر جھلس رہے ہیں۔ **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوابِ وَمَاتَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ.**

لڑکی کا مہر ادا کرنے سے ہی شادی ہوتی ہے۔ لڑکے کو اپنی محنت کی کمائی سے مہر ادا کرنا ہوگا۔ جس شادی میں جہیز، جوڑے کا لین دین ہو اس میں مہر مفقود ہوجاتا ہے۔ کیوں کہ لڑکی کے پیسہ میں سے لڑکی کو مہر دینے سے مہر ادا نہیں ہوتا۔ لہٰذا اُس دلہے نے مہر (دے کر بھی) ادا نہیں کیا۔ جس شخص نے ایسی شادیوں میں شرکت کی اس نے اللہ کے حکم:

﴿ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ (سورۂ مائدہ: ۲)

”گناہوں اور سرکشی کے کاموں میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو یقیناً اللہ کا عذاب سخت ہے۔“

کی نافرمانی کی اور اللہ کی نظر میں مقہور اور مبغوض ہوا۔

اسلامی بہنوں سے اپیل

اسلامی بہنو! اور بیٹیو! تمہیں اچھی طرح جان لینا چاہیئے کہ مرد کے اپنی عورت کو مہر ادا کرنے سے ہی شادی ہوسکتی ہے۔ اور مہر اپنی کمائی سے ادا کرنا ہوگا۔ سسرال کا مال ایک لاکھ روپئے لے کر اس میں سے پانچ ہزار روپئے دے دینا مہر ادا کرنے میں شمار نہیں ہوگا۔ چنانچہ جہیز کے حرام حلال ہونے کی بحث سے قطع نظر جہیز جوڑے کی شرط پر ہونے والی شادی خود فاسد ہے۔ کیونکہ شرعی امور میں نئی چیز داخل ہوجائے تو وہ عنداللہ مردود ہے۔ شادی بھی شرعی امور میں سے ہے۔ اس میں جہیز جوڑے کے لین دین کی شرط لگانا دین میں نئی چیز ہے جو ہمارے اسلاف میں مفقود تھی۔ لہٰذا یہ صریح بدعت ہے، مزید برآں یہ رواج قانون قدرت کے عین برعکس ہے۔ مثلاً حکم ہے نماز میں قبلہ رُخ ہونا۔ اب اگر کوئی مشرق کا رُخ جان بوجھ کر اختیار کرے تو نہ صرف اس کی نماز فاسد ہوگی بلکہ ایسی نماز پڑھنے والا گنہگار اور نافرمان بھی ہوگا۔ بالکل اسی طرح حکم ہے شادی میں مرد عورت کو مہر دے۔ اس کے برعکس اگر عورت مرد کو اپنا مال دے تو لازماً شادی فاسد ہوجائے گی اور اس کے مرتکب اللہ کے یہاں گنہگار ہوں گے۔ تعجب تو اس بات پر ہے کہ اتنے سنگین اور خطرناک معاملہ سے قوم کا ہر فرقہ، ہر طبقہ غفلت برت رہا ہے۔

اسلامی بہنو! تم اپنا مال خرچ کر کے اپنے شوہروں کو مت خریدو۔ یہ بہت ہی بری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہت اونچا رتبہ عطا کیا ہے۔ تمہیں حاصل کرنے کے لئے مرد کو خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ دولت کی ہوس نے آج کل کے مردوں کو اندھا کر دیا ہے۔ نصیحت قبول کرنے میں ان کی نفسانی خواہش آڑ بنی ہوئی ہے۔

اُمت کو اس مصیبت سے نجات ملنا آپ لوگوں کی کوششوں اور ایثار اور قربانیوں ہی سے ممکن ہے۔ ہمارا کام حق پہنچانا تھا پہنچادیا، سمجھ کر عمل کرنا آپ کے اختیار میں ہے۔ ہدایت و توفیق اللہ کے ہاتھ میں۔

نوجوانوں اور والدین کی خدمت میں !

سورۃ آل عمرآن آیت:۳۶ میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ﴾ ''مرد عورت کی طرح نہیں ہوتا''۔

عورت اور مرد کی فطری بناوٹ میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

نوجوانو! تم عورت کی طرح نہیں ہو،تم دونوں میں بہت فرق ہے۔اے مرد تو سخت وتوانا،عورت نازک وناتواں ہے۔ تیری آواز سخت اور کھردری ہے،اوراس کی آواز سریلی اور شیریں ہے۔تو حاکم ہےاوراس پر قرآن شاہد ہے۔سورۃ النسآء آیت:۳۴ میں ہے:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ ''مرد عورت پر حاکم ہیں''۔

تواس پر حاکم بن کر حکمرانی کرتا ہے،وہ تیری تابع رہتی ہے۔وہ تجھ کوتسکین پہنچاتی ہے،تواس سے تسکین حاصل کرتا ہے۔سورۃ النسآ آیت:۲۴ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾

''جو کچھ تم ان عورتوں سے فائدہ اٹھاؤ اس کے بدلے میں ان کا مقررہ مہرانہیں دے دو''۔

اے جہیز خورو! کیا تم جانتے ہو کہ تم جیسے لوگوں کی بھاری مانگ کی وجہ سے کتنی دوشیزائیں بن بیاہی اپنے والدین کے کمزور کاندھوں پر بوجھ بن کر بیٹھی ہوئی ہیں؟

اے نوجوانو! سنبھل جاؤ۔سدھر جاؤ۔!توبہ کر کے صحیح مرد بنو! ایسا مرد جو عورت سے جداگانہ ہواوراللہ کو مطلوب ہو۔

وَمَاعَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغِ

نکاح سے متعلق وہ امور جو سنّت سے ثابت نہیں

① نکاح سے قبل منگنی کی رسم ادا کرنا۔ ② لڑکے والوں کے لیئے "بد" (کھانے پینے کی اشیاء) لے کر جانا۔ ③ منگنی کے وقت لڑکے کو سونے کی انگوٹھی پہنانا۔ ④ مہندی اور ہلدی کی رسم ادا کرنا۔ (دلہن کو مہندی لگانا جائز ہے، لیکن گانا بجانا اور خاص اجتماع کرنا جائز نہیں۔) ⑤ لڑکے اور لڑکی کو سلامیاں دینا۔ ⑥ نکاح سے قبل منگیتر کو محرم سمجھنا۔ ⑦ سوا32 روپے حقِ مہر مقرر کرنا، نیز مرد کی حیثیت سے بڑھ کر حق مہر مقرر کرنا۔ ⑧ بیٹی کو گھر بنانے کے لیئے سامان (جہیز) مہیا کرنا۔ ⑨ جہیز کا مطالبہ کرنا۔ ⑩ دلہا کو سہرا باندھنا۔ ⑪ برات میں کثیر تعداد لے جانا۔ ⑫ برات کے ساتھ بینڈ باجے لے جانا۔ ⑬ خطبۂ نکاح سے قبل لڑکے اور لڑکی کو کلمہ شہادت پڑھوانا۔ ⑭ نکاح کے بعد حاضرینِ مجلس میں چھوہارے (بادام مصری وغیرہ) تقسیم کرنا۔ ⑮ دلہا کے جوتے چرانا اور پیسے لے کر واپس کرنا۔ ⑯ لڑکی کو قرآن کے سائے میں گھر سے رخصت کرنا۔ ⑰ منہ دکھائی اور گود بھرائی کی رسم ادا کرنا۔ ⑱ مائیاں بیٹھنے کی رسم ادا کرنا۔

⑲ محرّم اور عید کے مہینوں میں شادی نہ کرنا۔ ⑳ اپنی حیثیت سے بڑھ کر ولیمہ کی دعوت کرنا۔ ㉑ یونین کونسل میں رجسٹریشن کے بغیر نکاح (یا طلاق) کو غیر موثر سمجھنا۔ ㉒ ناچ گانے کا اہتمام کرنا۔ ㉓ مردوں عورتوں کی الگ الگ یا مخلوط محفلوں کی تصاویر بنانا اور ویڈیو فلمیں تیار کرنا۔ ㉔ قرآنِ مجید سے نکاح کرنا۔ ㉕ نکاح کے وقت مسجد کے لیئے کچھ روپے وصول کرنا۔ ㉖ لڑکے والوں سے پیسے لے کر ملازمین کو بخشش دینا۔ ㉗ طلاق کی نیت سے نکاح کرنا۔ ㉘ دورانِ حمل نکاح کرنا۔ ㉙ نکاح ثانی کے لیئے پہلی بیوی سے اجازت حاصل کرنا۔

JAHEZ JODE KI RASAM

Published By

توحید پبلیکیشنز

Tawheed Publications

#43,S.R.K.Garden,Bangalore-41

Email: tawheed_pbs@hotmail.com

URDU

32